بسم اللہ الرحمن الرحیم

الأسئلة لشرح التهذيب

س(۱) بين وجه بدء الكتاب بالتسميه والحمد مع بيان التوفيق بين الحديثين.

ج۔۔۔صاحب تہذیب علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کو بنیاد بنانے اور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کے لیے، اپنی کتاب کو تسمیہ اور تحمید سے شروع کی۔حضورﷺ کا ارشاد تسمیہ کے متعلق یہ ہے:''كل امر ذی بال لا يبدأ فيه ببسم الله فهو أبتر۔''اور حمد کے متعلق یہ:''كل امر ذی بال لا يبدأ فيه بالحمد فهو أجذم۔''

مذکورہ دونوں حدیثوں کے درمیان بظاہر تعارض ہے۔ان کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ تسمیہ والی حدیث ابتدائے حقیقی پر محمول ہے اور حمد والی ابتدائے اضافی پر۔

س(۲)بين معانی الحمد،والهداية،والتوفيق،والصلوة،والتوكل.

ج۔۔۔حمد، بہ قصد تعظیم زبان سے تعریف کرنا ہے، خواہ اس کا تعلق نعمت سے ہو یا نہ ہو۔

ھدایت، اہل سنت کے نزدیک ایسی چیز کی طرف رہنمائی کرنی ہے جو مطلوب تک پہنچادے۔(اس کے لیے''ایصال الی المطلوب''لازم نہیں۔)

معتزلہ کے نزدیک ایسی رہنمائی ہے جو بالفعل مطلوب تک پہنچانے والی ہو۔(اس کے لیے''ایصال الی المطلوب''لازم ہے۔)اور بعض محققین اس بات کی طرف گئے ہیں کہ 'ھدایت' موضوع ہے ایک ایسے معنٰی کے لیے جو مذکورہ دونوں معنوں کو عام ہے۔یہی وجہ ہے کہ 'ھدایت' کا اطلاق دونوں معنوں پر ہوتا ہے اور کسی ایک معنی کی تعیین قرینہ کی بنیاد پر ہوتی ہے۔(ھدایت کا یہی تیسرا معنی صحیح ہے۔)

توفیق، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے فعل کو اپنی محبت اور رضا کے موافق کردینا ہے۔

صلوۃ، کا معنی''عطف ونرمی''ہے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ لفظ''مشترک معنوی''ہے، اس کا معنی اسند الیہ کے بدلنے سے بدل جاتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوۃ کا معنی''رحمت کاملہ''ملائکہ کی طرف سے''استغفار''اور مخلوق کی طرف سے''دعا''ہے۔

توکل، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور لوگوں کے پاس موجودہ چیزوں سے امید منقطع کرلینا ہے۔

س(۳)ما المراد بسواء الطريق،بين مفصلاً،وبين اصل الأل وما هو المراد؟

ج۔۔۔سواء الطریق (بمعنی سیدھا راستہ، اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔) سے مراد دین اسلام ہے، یا وہ عقائد حقہ ہے جو قواعد منطقیہ اور عقائد کلامیہ دونوں کو شامل ہیں۔

''ال'' کی اصل''اھل''ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر''أھیل''آتی ہے، اور تصغیر اسما کو ان کی اصل کی طرف پھیر دیتی ہے۔''اھل''کے''ھاء''کو کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیفاً''ہمزہ''سے بدل دیا گیا، پھر''ہمزہ''ساکن، ماقبل فتح کی جہ سے''الف''ہوگیا۔یہ اسم جمع ہے لفظاً اسکا کوئی واحد نہیں۔

''ال'' کی مراد میں اختلاف ہے،(۱)بعض لوگوں نے اس سے بنو ہاشم میں سے حضورﷺ کے قریبی رشتہ دار مراد لیا ہے اور (۲) بعض نے حضور ﷺ کی امت اجابت مراد لیا ہے خواہ متقی ہوں یا نہ ہوں۔یہاں مقام زیادہ مناسب یہی دوسرا معنی ہے؛ کیوں کہ مقام دعا میں تعمیم مقصود و مطلوب ہوتی ہے۔

س(۴)عرف المرسل،والصحابی،والايمان،والعقائد،والمنطق،والكلام.

ج۔۔۔مرسل، بشر میں وہ نبی ہے جس کی طرف وحی اور کتاب بھیجی گئی۔

صحابی، وہ ہے جس نے ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام پر اس کی وفات ہوی، اگرچہ بیچ میں وہ مرتد ہوگیا ہو۔

ایمان: شرعاً ان چیزوں کی تصدیق ہے جنھیں نبی ﷺ اللہ کی طرف سے لیکر آئے۔ (کرامیہ کے نزدیک محض اقرار باللسان کا نام ایمان ہے۔)

عقائد: (واحد، عقیدہ) وہ ہیں، جن پر دل جم جائے اور مطمئنہو جائے۔ امام جرجانی کی تعریفات کے مطابق، عقیدہ، وہ ہے جس میں صرف اعتقاد مقصود ہونہ کہ عمل۔ مثلاً، اس بات کا اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔

منطق: وہ قانونی آلہ ہے جس کی رعایت ذہن کو خطائی الفکر سے بچائے۔

کلام: عقائد دینیہ کو ادلۂ یقینیہ سے جاننے کا نام ہے۔

س (۵) عرف الحال المترادف و المتداخل.

ج۔۔۔ حال مترادف: یہ ہے کہ ذوالحال ایک ہو اور اس کے دو حال ہوں۔

حال متداخل: یہ ہے کہ ایک ذوالحال کا ایک حال ہو اور اس حال کی ضمیر سے دوسرا حال واقع ہو۔

[...من ارسله هُدًا هو بالاهتداء حقيق... میں ''حال مترادف'' کی صورت یہ ہے: ''ارسلہ'' کی ضمیر مفعول ذوالحال ہو اور '' هدًا'' اور '' هو بالاهتداء حقيق '' دونوں، مذکورہ ضمیر سے حال ہوں۔ اور ''حال متداخل'' کی صورت یہ ہے: ''هدًا '' کا ذوالحال، مذکورہ ضمیر مفعول ہو اور ''هو بالاهتداء حقيق'' کا ذوالحال "هدًا" بمعنی ''هاديا " کی ضمیر فاعل ہو۔]

[۲]

س (۱) عرف النظر، والتصور، والتصديق، وأثبت أن انقسامهما الى البديهي و النظري بالبداهة۔

ج۔۔۔ نظر، امر مجہول کی تحصیل کے لیے نفس کا امر معلوم کی طرف توجہ کرنا ہے۔ جیسے حیوان اور ناطق کا ملاحظہ کرنا، انسان مجہول کو حصل کرنے کے لیے۔ (نظر، مجہول کی تحصیل کے لیے معقول کا ملاحظہ کرنا ہے۔)

تصور: وہ علم [ادراک] ہے جس میں نسبت کا اذعان نہ ہو۔ جیسے تنہا محکوم علیہ [زید] کا ادراک، یا تنہا محکوم بہ [قائم] کا ادراک، یا نسبت حکمیہ اذعانیہ کے دونوں کا ایک ساتھ ادراک۔

تصدیق: وہ علم ہے جس میں نسبت حکمیہ کا اذعان و اعتقاد ہو۔ جیسے ''ان اللہ واحد'' اور ''القرآن لیس بمخلوق۔''

تصور و تصدیق میں سے ہر ایک کا انقسام بدیہی اور نظری کی طرف بالبداہۃ [بدیہی] ہے۔ اس کے لیے دلیل کی کوئی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ اگر تصور و تصدیق [بداہۃً] بدیہی اور نظری کی طرف منقسم نہ ہوں، تو لازم آئے گا کہ تمام تصورات و تصدیقات بدیہی، یا تمام نظری ہو جائیں۔ اور تالی [لازم] اپنی دونوں قسموں کے ساتھ باطل ہے، لہٰذا مقدم [تمام کا بدیہی یا نظری ہونا] بھی باطل ہوگا۔

مقدم و تالی کے درمیان ملازمہ کا بیان، تو یہ ظاہر ہے۔ تالی [لازم] کی قسم اول کے بطلان کا بیان یہ ہے کہ: ہمیں بعض تصورات اور بعض تصدیقات کی تحصیل میں نظر و کسب کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً: حقیقت وحی، اور عذاب قبر کا تصور۔ اور اس بات کی تصدیق کہ: ان محمد ﷺ خاتم النبیین یمتنع نظیرہ۔ اور شق ثانی کے بطلان کا بیان یہ ہے کہ: بلا شبہ بعض تصورات اور بعض تصدیقات بدیہی ہوتے ہیں۔ جیسے: روشنی اور تاریکی کا تصور۔ اور اس بات کی تصدیق کہ ''ایمان و کفر ن کا نہ ایک ساتھ اجتماع ہو سکتا ہے نہ ارتفاع۔ (ظاہر ہوا کہ تالی اپنی دونوں شقوں کے ساتھ باطل ہے، لہٰذا مقدم بھی باطل اور مطلوب ثابت۔)

س (۲) بین وجه احتياج الناس الى المنطق۔ وعرف القانون۔

ج۔۔۔ احتیاج الی المنطق کی وجہ یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: تصور اور تصدیق۔ ان میں سے ہر ایک کی بداہۃً دو دو قسمیں ہیں: ضروری اور کسبی۔ کسبی کا حصول ضروری سے نظر و اکتساب کے طریقے پر ہوتا ہے اور نظر و اکتساب میں کبھی خطا واقع ہوتی ہے؛ کیوں کہ یہ بات بدیہی ہے کہ نظر و فکر ہمیشہ صحیح نہیں ہوتی

؛اس لیے کہ عقلا کا آپس میں اپنے مقتضیٰ افکار میں اختلاف تناقض موجود ہے، بلکہ ایک ہی انسان دو وقتوں میں اپنی ہی فکر کا مناقض ہوتا ہے۔لہذا! ہمیں ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے، جس کی رعایت خطائی الفکر سے بچائے۔وہی قانون منطق ہے۔

قانون: وہ امر کلی ہے جو اپنے تمام جزئیات پر منطبق ہو تا کہ اس سے اس کے موضوع کے جزئیات کے احکام کو جانا جا سکے۔مثلا:"کل نبی افضل من عامۃ البشر" یہ ایک قانون ہے۔اس سے یہ جانا جارہا ہے کہ حضرت ابراہیم، یعقوب، موسیٰ، عیسیٰ وغیرہ انبیا علیھم السلام عام بشر سے افضل ہیں۔

س(۳)بین الاعراض الذاتیۃ مفصلا مع التمثیل۔واثبت ان الاکتساب بالنظر قد یقع فیه الخطاء۔

ج---عرض ذاتی (جمع: اعراض ذاتیہ) وہ ہے جو شیئ کو خود اس کی ذات کی وجہ سے لاحق ہو، جیسے: تعجب ذات انسان کو لاحق ہوتا ہے۔جزء مساوی کی وجہ سے لاحق ہو، جیسے: تکلم، انسان کو اسکے جزء مساوی [ناطق] کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔یا کسی ایسے امر خارج کی وجہ سے لاحق ہو جو شیئ کے مساوی ہو۔جیسے: ضحک، انسان کو اس واسطے سے لاحق ہوتا ہے کہ وہ متعجب ہے۔

اکتساب بالنظر میں خطا واقع ہوتی ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ بدیہی بات ہے فکر ہمیشہ صحیح نہیں ہوتی؛ کیوں کہ عقلا کا آپس میں اپنے مقتضیٰ افکار میں اختلاف پایا جاتا ہے، بلکہ انسان واحد دو وقتوں میں اپنا ہی مخالف ہوتا ہے۔اگر اکتساب بالنظر میں خطا واقع نہ ہوتی، تو یہ اختلاف اور مناقضہ نہ پایا جاتا۔

س(٤)عرف المعرف والحجة وبين وجه توقف الشروع فی العلم علی بیان الحاجة، وتعریف العلم، وموضوعه۔

ج---معرف: وہ معلوم تصوری ہے جو مطلوب تصوری تک موصل ہو۔(مثلاً:"انسان بعثه الله تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام" معلوم تصوری ہے، جو موصل ہے "رسول" کے تصور کی طرف۔)

حجت: وہ معلوم تصدیقی ہے جو مطلوب تصدیقی تک موصل ہو۔(جیسے: محمد ﷺ نبی، و کل نبی عالم بالغیب۔معلوم تصدیقی ہے۔یہ "محمد ﷺ عالم بالغیب" کی تصدیق کی طرف موصل ہے۔)

بیان حاجت پر شروع فی العلم کے توقف کی وجہ یہ ہے کہ: علم کا شروع کرنے والا اگر علم کی غرض اور اس کا ثمرہ نہ جان لے، تو اس علم کی طلب اس کے لیے عبث ہوگی۔

تعریف علم پر شروع فی العلم کے توقف کی وجہ یہ ہے کہ: اگر شارع کو پہلے علم مطلوب کا تصور حاصل نہ ہو جائے، تو وہ اس کی طلب میں بصیرت پر نہ رہے گا۔

اور موضوع پر شروع فی العلم کے توقف کی وجہ یہ ہے کہ: علوم آپس میں اپنے موضوعات کے امتیاز ہی کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں۔پس اگر شارع فی العلم پہلے علم مطلوب کا موضوع نہیں جان لے گا کہ وہ کون سی چیز ہے؟ اس کے نزدیک علم مطلوب غیر سے پورے طور پر ممتاز نہیں ہو پائے گا اور وہ اس کی طلب میں بصیرت ہر نہ رہے گا۔

[۴]

س(۱)عرف الدلالة وبین اقسامها الستة۔

ج---دلالت: شیئ کا ایسی حالت پر ہونا ہے کہ اس کے علم سے دوسری شیئ کا علم لازم آئے۔(شیئ اول "دال"، اور شیئ ثانی "مدلول" ہے۔)

[دلالت کبھی لفظی اور کبھی غیر لفظی ہوتی ہے۔نیز کبھی وضعی، کبھی عقلی اور کبھی طبعی ہوتی ہے۔اس طرح سے دلالت کی اولی چھ قسمیں نکلتی ہیں۔]

اقسام دلالت: [۱] دلالت وضعیہ لفظیہ [۲] وضعیہ غیر لفظیہ [۳] عقلیہ لفظیہ [۴] عقلیہ غیر لفظیہ [۵] طبعیہ لفظیہ [۶] طبعیہ غیر لفظیہ۔

س(۲)عرف اقسام الدلالة اللفظیة الوضعیة مع الامثلة.

ج---(دلالت وضعیہ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں) [۱] مطابقی: یہ ہے کہ لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے۔جیسے: "انسان" کی دلالت "حیوان ناطق" پر۔

[۲] تضمنی: یہ ہے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جز پر دلالت کرے۔ جیسے: "انسان" کی دلالت "حیوان" یا "ناطق" پر۔

مرکب: وہ لفظ موضوع ہے جس کے جز کی دلالت معنی مقصود کے جز پر مقصود ہو۔ (بایں طور کے لفظ کا جز ہو، معنی کا جز ہو اور لفظ کے جز کی دلالت معنی کے جز پر مقصود ہو۔) اس کی دو قسمیں ہیں: [۱] مرکب تام [۲] ناقص

مرکب تام: وہ لفظ ہے جس پر سکوت صحیح ہو کہ وہ کسی دوسرے لفظ کا مقتضی نہ ہو، جیسے محکوم علیہ محکوم بہ کا اور محکوم بہ محکوم علیہ کا مقتضی ہوتا ہے۔ جیسے: محمد رسول الله ﷺ۔۔۔اس کی دو قسمیں ہیں: [۱] خبر [۲] انشا

خبر: وہ مرکب ہے جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو۔ جیسے: الجنة و النار مخلوقتان۔

انشا: وہ مرکب ہے جو صدق و کذب کا احتمال نہ رکھتا ہو۔۔۔اس کی چند قسمیں ہیں: امر، نہی، استفہام، تنبیہ، تمنی، ترجی، ندا، تعجب اور قسم۔

مرکب ناقص: وہ لفظ ہے جس پر سکوت صحیح نہ ہو۔۔۔اس کی دو قسمیں ہیں: [۱] تقییدی [۲] غیر تقییدی

تقییدی: وہ مرکب ہے، جس کا جزء ثانی اول کے لیے قید ہو۔ جیسے: عالم الغیب۔ الرسول الکریم۔

غیر تقییدی: وہ ہے جس کا جزء ثانی اول کے لیے قید نہ ہو۔ جیسے: فی المسجد۔ ان ضرب۔

مفرد: وہ لفظ موضوع ہے جس کے جز کی دلالت معنی مقصود کے جز پر مقصود نہ ہو۔ (اس کی چار صورتیں بنتی ہیں۔)

[۱] لفظ کا جز ہی نہ ہو۔ جیسے: ہمزۂ استفہام۔ [۲] لفظ کا جز ہو اور معنی پر اس کی دلالت نہ ہو۔ جیسے: زید۔ [۳] لفظ کا جز ہو جو معنی پر دلالت کرے، لیکن وہ معنی معنی مقصود کا جز نہ ہو۔ جیسے: ''شمس الضحیٰ'' علم ہونے کی حالت میں۔ [۴] لفظ کا جز ہو جو معنی پر دلالت کرے اور وہ معنی معنی مقصود کا جز بھی ہو، لیکن وہ دلالت مقصود نہ ہو۔ جیسے: ''الحیوان الناطق'' علم ہونے کی حالت میں۔

س(۲) عین المفرد والمرکب فیما یاتی مع تعیین قسم من المفرد والمرکب یندرج فیھا۔

ج۔۔۔ ☆ کلام الله۔ [مرکب ناقص، تقییدی] ☆ الھلال والله۔ [مرکب تام، انشاء، قسم] ☆ الامام احمد رضا مجدد الملة والدین۔ [مرکب تام، خبر] ☆ لعلی ارجع غداً۔ [مرکب تام، انشاء، ترجی] ☆ اقرأ القرآن۔ [مرکب تام، خبر] ☆ یا رسول الله۔ [مرکب تام، انشاء، نداء] ☆ ما احسن زیداً۔ [مرکب تام، انشاء، تعجب] ☆ لیت زیداً فاضل۔ [مرکب تام، انشاء، تمنی] ☆ حافظ الملة مؤسس الجامعة الاشرفیة [مرکب تام، خبر] ☆ الدابة۔ [مفرد، باعتبار دلالت دوسری قسم، اسم منقول عرفی] ☆ اسم الامام الاعظم نعمان بن ثابت۔ [مرکب تام، خبر] ☆ البیاض۔ [مفرد، دوسری قسم، اسم مشکک] ☆ الجامعة القادریة۔ [مفرد، تیسری قسم، اسم علم] ☆ الانسان۔ [مفرد، تیسری قسم، اسم متواطی] ☆ لا تترك الصلوٰة۔ [مرکب تام، انشاء، نہی] ☆ المبتداء۔ [مفرد، دوسری قسم، اسم منقول اصطلاحی] ☆ زید مقلد۔ [مرکب تام، خبر] ☆ کیف انت؟ [مرکب تام، انشاء، استفہام] ☆ ألا تجتھد فتفوز۔ [مرکب تام، انشاء، تنبیہ] ☆ الصوم۔ [مفرد، دوسری قسم، اسم منقول شرعی] ☆ قد افلح من تزکیٰ۔ [مرکب تام، خبر] ☆ الرجل العالم۔ [مرکب ناقص، تقییدی]

س(۳) عرف المنقول مع بیان اقسامه بالتمثیل۔

ج۔۔۔منقول: وہ لفظ مفرد ہے، جس کو پہلے ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا، پھر اس کا استعمال دوسرے معنی میں مشہور ہو گیا اور پہلا معنی متروک ہو گیا ہو۔

اس کی تین قسمیں ہیں:

[۱] منقول عرفی، وہ ہے جس کا ناقل عرف عام ہو۔ جیسے: دابة۔

[۲]....اصطلاحی، وہ ہے جس کا ناقل عرف خاص ہو۔ جیسے: فاعل، مفعول۔

[۳]....شرعی، وہ ہے جس کا ناقل ارباب شرع ہو۔ جیسے: صلوة، صوم۔

س(۱) عرف کلاً من الکلی والجزئی مع التمثیل ثم عین الکلی والجزئی فی ما یاتی:

[۳]التزامی: یہ ہے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ سے خارج کسی ایسے امر پر دلالت کرے جو معنی موضوع کے لیے لازم ہو۔ جیسے: ''عمی'' کی دلالت ''بصر'' پر۔

س(۳)عرف الدلالة الالتزامیةمع بیان اللزوم الذهنی المعتبر فیها۔

ج۔۔۔دلالت التزامی: یہ ہے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ سے خارج کسی ایسے امر پر دلالت کرے جو معنی موضوع کے لیے لازم ہو۔ دلالت التزامی میں لفظ ایک امر خارج پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس دلالت میں لزوم ذہنی کا پایا جانا ضروری ہے؛ تا کہ اس امر خارج پر لفظ کی دلالت معتبر ہو سکے۔

لزوم ذہنی: یہ ہے کہ امر خارج اس حالت پر ہو کہ معنی موضوع لہ کے تصور سے اس امر خارج کا تصور لازم آئے۔ یہ لزوم عام ہے، خواہ عقلاً ہو۔ جیسے: ''اثنان'' اور ''زوجیت'' کے درمیان لزوم؛ کہ یہ عقلاً ہے۔ یا عرفاً۔ جیسے: ''صدیق'' اور ''ابوبکر رضی اللہ عنہ'' کے درمیان لزوم؛ کہ یہ عرفاً ہے۔

س(٤)اشرح العبارة التالیة: وتلزمهما المطابقةولو تقدیراً و لا عکس۔

ج۔۔۔مصنف نے [اس عبارت سے یہ بیان فرمایا ہے کہ: دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی کو لازم ہے، اگر چہ تقدیراً ہی سہی، جبکہ تضمنی اور التزامی، مطابقی کو لازم نہیں۔ تو] ''وتلزمهما المطابقة'' اتنی عبارت سے یہ بیان فرمایا کہ: ''مطابقی، تضمنی والتزامی کو لازم ہے۔'' لہذا جب بھی تضمنی والتزامی کا تحقق ہو گا، مطابقی کا بھی تحقق ہوگا۔ کیوں کہ دونوں مطابقی کے تابع ہیں۔ اور تابع، تابع ہونے کی حیثیت سے بغیر متبوع کے نہیں پایا جاتا۔

اب یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لفظ کا استعمال اگر معنی مطابقی متروک ہو گیا ہو اور جزیا لازم معنی میں مشہور ہو گیا ہو۔ تو جب اس لفظ کا استعمال ہوگا، ذہن جزیا لازم کی طرف منتقل ہوگا اور تضمن والتزام کا تحقق ہوگا، لیکن وہاں مطابقت کا وجود نہ ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں مطابقت کے بغیر بھی پائے جاتے ہیں۔ [حلانکہ آپ کا دعوی برعکس ہے۔]

اس کا جواب مصنف نے ''ولو تقدیراً'' سے دیا ہے۔ جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جزیا لازم مسمّیٰ پر لفظ موضوع کی دلالت، خود مسمّیٰ پر اس لفظ کی دلالت کی فرع ہے، خواہ مسمّیٰ پر وہ دلالت تحقیقاً ہو کہ لفظ کا اطلاق ہو اور اس سے مسمّیٰ مراد ہو، اور جزیا لازم تبعاً سمجھا جائے۔ یا تقدیراً ہو۔ جیسے: اعتراض میں مذکورہ صورت۔ کہ اگر چہ وہاں پر موضوع لہ پر بالفعل دلالت متحقق نہیں ہے، مگر تقدیراً ضرور موجود ہے۔ بایں معنیٰ کہ لفظ کا واقع میں ایک معنیٰ مطابقی ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے اگر لفظ سے اس معنیٰ مطابقی پر دلالت کا قصد کیا جائے تو اس پر لفظ کی دلالت مطابقۃً ہوگی۔ اگر چہ فی الحال مجازاً جزیا لازم مسمّیٰ مقصود ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اس صورت میں بھی تضمنی اور التزامی بغیر مطابقی کے نہیں پائی جاتیں۔

''ولا عکس'' سے یہ بتایا ہے کہ: تضمنی اور التزامی، مطابقی کو لازم نہیں؛ کیوں کہ مطابقی بغیر تضمنی کے اس صورت میں پائی جاتی ہے کہ: جب لفظ معنی بسیط کے لیے موضوع ہو۔ اور بغیر التزامی کے اس صورت میں پائی جاتی ہے کہ: جب لفظ مرکب کے معنی کا کوئی ایسا لازم نہ ہو کہ معنی کے تصور سے لازم کا تصور لازم آئے۔

س(٥)بین ان التضمن لا یستلزم الالتزام وبالعکس۔

ج۔۔۔ تضمن والتزام کے درمیان کوئی تلازم نہیں ہے؛ کیوں کہ ممکن ہے مسمّیٰ کا جز ہو لیکن اس کا کوئی لازم ذہنی نہ ہو، لہذا تضمن بغیر التزام کے پایا جائے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مسمّیٰ بسیط ہو اور اس کے لیے لازم ذہنی ہو، تو التزام بغیر تضمن کے پایا جائے گا۔

[۴]

س(۱)اذکر اقسام اللفظ من حیث الدلالة الترکیبیة والافرادیة، وعرف کل قسم مع التمثیل۔

ج۔۔۔لفظ [جو اپنے معنی پر بالمطابقۃ دلالت کرتا ہے] کی دو قسمیں ہیں: [۱] مرکب [۲] مفرد

ج۔۔۔کلی: وہ مفہوم ہے کہ کثیرین پر جس کے صدق کا فرض کرنا ممتنع اور محال نہ ہو۔جیسے: انسان، حیوان وغیرہ۔

جزئی: وہ مفہوم ہے کہ کثیرین پر جس کے صدق کا فرض کرنا ممتنع اور محال ہو۔جیسے: خالد، محمود، یہ قلم، وہ ٹوپی وغیرہ۔

☆الانسان[کلی] ☆علی[جزئی] ☆ضاحک[کلی] ☆خالد[جزئی] ☆الجامعة الاشرفية[جزئی]

☆الفاضل[کلی] ☆الجسم النامی[کلی] ☆الکاتب[کلی] ☆المدينة المنورة[جزئی] ☆

س(۲) بین اقسام الکلی بالنظر الی الوجود الخارجی مع التمثیل۔و عرف الجزئی الحقیقی والاضافی وبین النسبة بینهما۔

ج۔۔۔کلی کی (وجود خارجی کی طرف نظر کرتے ہوے) چھ قسمیں ہیں: [۱] جس کے افراد کا خارج میں وجود ممتنع ہو۔جیسے: ''شریک باری تعالیٰ'' کہ یہ کلی خارج میں ممتنع الافراد ہے۔[۲] جس کے افراد ممکن ہوں لیکن خارج میں نہ پائے جائیں۔جیسے: ''عنقا، پارہ کا سمندر'' کہ یہ کلی ممکن الافراد ہیں لیکن ان کے افراد خارج میں نہیں پائے جاتے۔[۳] جس کے افراد ممکن الوجود ہوں لیکن صرف ایک فرد پایا جاتا ہو، دیگر افراد کے امکان کے ساتھ۔جیسے: ''شمس'' کہ یہ خارج میں ممکن الافراد ہے، لیکن اس کا صرف ایک فرد دیگر افراد کے امکان کے ساتھ پایا جاتا ہے۔[۴] جس کے افراد ممکن الوجود ہوں لیکن صرف ایک فرد پایا جاتا ہو، دیگر افراد کے امتناع کے ساتھ۔جیسے: ''مفہوم واجب الوجود'' کہ اس کلی کا صرف ایک فرد (وہ حق تعالیٰ ہے) دیگر افراد کے امتناع کے ساتھ پایا جاتا ہے۔[۵] جس کے افراد کثیر ہوں لیکن وہ متناہی ہوں۔جیسے: ''کواکب سیارہ'' کہ یہ کلی خارج میں کثیر الافراد ہے لیکن وہ متناہی و منحصر ہیں۔[۶] جس کے افراد کثیر ہوں اور وہ غیر متناہی ہوں۔جیسے: ''معلوم باری تعالیٰ'' کہ یہ کلی کثیر الافراد ہے اور وہ افراد غیر متناہی ہیں۔

جزئی حقیقی: وہ مفہوم ہے کہ کثیرین پر جس کے صدق کا فرض کرنا ممتنع اور محال ہو۔جیسے: خالد، محمود، یہ قلم، وہ ٹوپی وغیرہ۔

جزئی اضافی: ہر وہ مفہوم ہے جو کسی سے اخص ہو۔(وہ مفہوم ہے، جس پر کوئی کلی صادق آئے۔) جیسے: انسان، یہ اخص ہے حیوان سے اور حیوان بھی جزئی اضافی ہے کہ یہ اخص ہے جسم نامی سے۔

جزئی حقیقی اور جزئی اضافی کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ بعض جزئی اضافی جزئی حقیقی نہیں ہے۔مثلاً: انسان، حیوان، کہ یہ جزئی اضافی تو ہیں لیکنجزئی حقیقی نہیں۔

س(۳) بین النسبة بین نقیضی المتباينين والمتساويين مع التمثيل و عرف التباين الجزئی۔

ج۔۔۔متباینین کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی کی نسبت پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ کبھی ان کی نقیضوں کے درمیان تباین کلی کی نسبت ہوتی ہے۔جیسے: لا ظلمة اور لا نور، کہ ان کے درمیان تباین کلی کی نسبت ہے جس طرح ان کی عین [یعنی: ضوء اور ظلمة] کے درمیان تباین کلی کی نسبت ہے۔اور کبھی عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے۔جیسے: لا منافق اور لا مومن، کہ ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے؛ کیوں کہ دونوں ''ابو جہل'' میں صادق آرہے ہیں اور ''عبد اللہ بن ابی منافق'' میں صرف ''لا مومن'' صادق آرہا ہے اور ''زید مومن'' میں صرف ''لا منافق'' صادق آرہا ہے۔حالاں کہ ان کی عین کے درمیان تباین کلی کی نسبت ہے اور وہ ''مومن و منافق'' ہیں۔

متساویین کی نقیضوں کے درمیان تساوی ہی کی نسبت ہوتی ہے: یعنی متساویین کی نقیضیں متساویین ہی ہوتی ہیں۔لہذا دونوں کلیوں میں سے ہر ایک اس صادق آئے گی جس پر دوسری صادق آرہی ہے۔جیسے: لا مومن اور لا مسلم، دونوں متساویین ہیں جس طرح ان کی عین ''مومن و مسلم'' متساویین ہیں۔

تباین جزئی، دو کلیوں کے درمیان کی وہ نسبت ہے کہ دونوں کلیوں میں سے ہر ایک دوسری کے بغیر فی الجملہ صادق آئے۔یعنی: چاہے دونوں کبھی کسی مادہ میں ایک ساتھ صادق آجائیں یا بالکلیہ ایک ساتھ صادق ہی نہ آئیں۔(جیسے: عموم خصوص من وجہ اور متباینین کی نقیضوں میں ہوتا ہے۔)

س(٤) عین النسبة فیما یاتی من الکلیین۔

ج۔۔۔☆الانسان والاسد۔[تباین] ☆الضاحك والحيوان۔[عموم خصوص مطلق] ☆السوق والمسجد۔[تباین] ☆الانسان

والناطق۔[تساوی]☆الکاتب والعالم۔[عموم خصوص من وجہ]☆السنی والحنفی۔[عموم خصوص من وجہ]☆الجسم المطلق والجسم النامی۔[عموم خصوص مطلق]☆السیف والصارم۔[عموم خصوص من وجہ]☆الحیوان والحساس۔[تساوی]☆

س(۵)بین النسبۃ بین الکلیین مع وجہ الحصر۔

ج۔۔۔کسی بھی کلی کو جب دوسری کلی کی طرف منسوب کیا جائے تو ان دونوں کلیوں کے درمیان چار طرح کی نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور پائی جائے گی:

[۱]تساوی[۲]تباین[۳]عموم خصوص مطلق[۴]من وجہ۔

دلیل حصر:دوکلیوں کے مذکورہ چار نسبتوں میں منحصر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی کلی کو دوسری کلی کی طرف منسوب کیا جائے تو یا تو دونوں کلیوں میں سے کوئی بھی کلی دوسری کلی کے کسی بھی فرد پر صادق نہیں آئے گی،تو وہ دونوں کلیاں متباینان ہوں گی اور ان کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی۔جیسے:المومن اور الکافر،کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسری کلی کی کلی طور پر متباین ہے۔

یا دونوں میں سے ہر ایک دوسری کلی کے افراد پر صادق آئے گی۔اس کی دو صورتیں ہیں:[۱]یا تو ہر ایک کلی،دوسری کے جمیع افراد پر صادق آئے گی،تو وہ دونوں متساویان ہوں گی اور ان کے درمیان ''تساوی'' کی نسبت ہوگی۔جیسے:المومن اور المسلم،کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسری کے جمیع افراد صادق آتی ہے۔کہا جاتا ہے:کل مسلم مومن،وکل مومن مسلم۔

[۲](دوسری صورت)یا جمیع افراد پر صادق نہیں آئے گی۔(اس صورت کی بھی دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ)یا تو ایک دوسری کے جمیع افراد پر صادق آئے گی اور دوسری پہلی کے بعض افراد پر،تو وہ ''اعم اخص مطلق'' ہوں گی،(جو دوسری کے جمیع افراد پر صادق آئے گی وہ اعم اور دوسری اخص ہو گی)اور ان کے درمیان نسبت ''عموم خصوص مطلق ہوگی۔جیسے:المومن اور المتقی،کہ مومن متقی کے جمیع افراد پر صادق آتا ہے جب کہ متقی مومن کے بعض افراد پر صدق آتا ہے۔

(دوسری یہ کہ)یا پھر ہر ایک دوسری کے بعض بعض افراد پر صادق آئے گی،تو وہ دونوں ''اعم اخص من وجہ'' ہوں گی،اور ان کے درمیان ''عموم خصوص من وجہ'' کی نسبت ہوگی۔جیسے:الرسول اور البشر،کہ دونوں حض سیدنا ابراہیم پر مثلاً صادق آتے ہیں اور ررسول بغیر بشر کے سیدنا جبرئیل علیہ السلام پر اور بشر بغیر رسول کے حضرت ابوبکر صدیق پر صادق آتا ہے۔

[۶]

س(۱)بین وجہ انحصار الکلیات فی خمس۔

ج۔۔۔کلی کی پانچ قسمیں ہیں:[۱]جنس[۲]نوع[۳]فصل[۴]خاصہ اور[۵]عرض عام۔

اس لیے کہ کلی یا تو اپنے افراد کی حقیقت کا عین یا اس کا جز یا اس سے خارج ہوگی۔اول ''نوع'' ہے،دوم کی دو صورتیں ہیں:یا تو وہ کلی اس حقیقت اور دوسری ماہیت کے درمیان تمام مشترک ہوگی،تو وہ ''جنس'' ہے،ورنہ تو وہ ''فصل'' ہے۔اور سوم کی بھی دو صورتیں ہیں:یا تو کلی خارج صرف ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہوگی،تو وہ ''خاصہ'' ہے،ورنہ تو وہ ''عرض عام'' ہے۔

س(۲)عرف الکلیات الخمس وبین اقسام الجنس والنوع،مع بیان مراتب النوع والجنس۔

ج۔۔۔[۱]جنس:وہ کلی ہے جو کثیرین مختلفین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں محمول ہو۔جیسے:الحیوان۔

[۲]نوع:وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں محمول ہو۔جیسے:الانسان۔

[۳]فصل:وہ کلی ہے جو ای شیءھو فی ذاتہ کے جواب میں کسی شیی پر محمول ہو۔جیسے:الناطق،الانسان ای شیء ھو فی ذاتہ کے جواب میں۔

[۴]خاصہ:وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج اور صرف ایک حقیقت کے ماتحت افراد پر محمول ہو۔جیسے:الکاتب،انسان کے لیے۔

[۵]عرض عام: وہ کلی خارج ہے جو چند حقیقتوں کے افراد پر محمول ہو۔ جیسے: الماشی، انسان کے لیے۔

جنس کی دو قسمیں ہیں: [۱] قریب [۲] بعید۔

جنس قریب: (کسی ماہیت کی جنس قریب) وہ جنس ہے جو اس ماہیت اور اس جنس میں اس ماہیت کے مشارک مختلف ماہیتوں میں سے ہر ایک کا جواب واقع ہو۔ جیسے: الحوان، انسان کے لیے۔ (بلفظ دیگر: جنس قریب وہ جنس ہے جو اپنے تمام افراد کے درمیان تمام مشترک ہو۔ جیسے: مذکورہ مثال۔

جنس بعید: (کسی ماہیت کی جنس بعید) وہ جنس ہے جو اس ماہیت اور اس جنس میں اس ماہیت کے مشارک مختلف ماہیتوں میں سے بعض کا جواب واقع ہو، ہر ایک مشارک کا جواب واقع نہ ہو۔ جیسے: الجسم النامی، انسان کے لیے۔

نوع کی بھی دو قسمیں ہیں:

[۱] نوع حقیقی: وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں محمول ہو۔ جیسے: الانسان۔

[۲] نوع اضافی: وہ ماہیت ہے جس پر اور اس کے علاوہ پر جنس محمول ہو۔ جیسے: الحیوان۔

مناطقہ نے جنس کو چار مراتب پر مرتب کیا ہے: [۱] الحوان، [۲] الجسم النامی، [۳] الجسم المطلق، اور [٤] الجوھر ۔۔۔ حیوان کو "جنس سافل" کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس کے اوپر اجناس ہیں اور اس کے نیچے کوئی جنس نہیں۔ جوہر کو "جنس عالی اور جنس الاجناس" کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس کے نیچے اجناس ہیں اور اس کے اوپر کوئی جنس نہیں اور ان دونوں کے درمیان کے اجناس کو "متوسطات" کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ نہ وہ "عالی" ہیں نہ "سافل"، بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ہیں۔ اور وہ "الجسم النامی اور الجسم المطلق" ہیں۔

مناطقہ نے نوع کو بھی چار مراتب پر مرتب کیا ہے: [۱] الانسان، [۲] الحوان، [۳] الجسم النامی، اور [٤] الجسم المطلق ۔۔۔ انسان کو نوع سافل اور نوع الانواع کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس کے اوپر انواع ہیں، اس کے نیچے کوئی نوع نہیں۔ اور جسم مطلق کو نوع عالی کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس کے نیچے انواع ہیں اور اس کے اوپر کوئی نوع نہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان کے انواع کو "متوسطات" کہا جاتا ہے۔ اور وہ "الحیوان اور الجسم النامی" ہیں۔

س(۳) ما ذا تفھم بالمقسم والمقوم؟ بین واوضح ان المقوم للعالی مقوم للسافل دون العکس۔

ج۔۔۔ فصل کی باعتبار نسبت کے دو قسمیں ہیں: [۱] فصل مقوم اور [۲] فصل مقسم۔ فصل کی نسبت جب اس نوع کی طرف کی جائے جسے وہ ممتاز کرتی ہے، تو وہ "فصل مقوم" ہے اور جب اس جنس کی طرف کی جائے جس سے ممتاز کرتی ہے، تو وہ "فصل مقسم" ہے۔ [جیسے: الناطق؛ جب اس کی نسبت مثلاً انسان کی طرف کی جائے جسے یہ فصل ممتاز کرتی ہے، تو مقوم ہوگی، بایں معنی کہ یہ انسان کی قوام میں داخل اور اس کا جز ہے۔ اور جب مثلاً حیوان کی طرف منسوب کیا جائے جس سے ممتاز کرتی ہے، تو یہ مقسم ہوگی؛ کیوں کہ جب حیوان کی طرف اس کو منسوب کیا جائے اور حیوان کے ساتھ ملایا جائے، تو یہ حیوان کو دو قسموں میں تقسیم کر دیتی ہے ایک ناطق، دوسرا غیر ناطق۔]

"المقوم للعالی مقوم للسافل ولا عکس۔" یعنی: ہر وہ فصل جو عالی کے لیے مقوم ہو وہ سافل کے لیے بھی مقوم ہوگی۔ مثلاً: جسم نامی، کہ مقوم ہے حیوان کے لیے، تو یہ انسان کے لیے بھی مقوم ہے؛ کیوں کہ عالی کا مقوم عالی کا جز ہوتا ہے اور عالی سافل کا جز ہوتا ہے اور شیی کے جز کا جز اس شیی کے لیے جز ہوا کرتا ہے۔ [لہٰذا جسم نامی انسان کا بھی جز اور اس کا مقوم ہوگا۔]

لیکن جو فصل سافل کے لیے مقوم ہو وہ عالی کے لیے مقوم نہیں ہوتی۔ مثلاً: ناطق، انسان کے لیے تو مقوم ہے لیکن حیوان کے لیے مقوم نہیں بلکہ مقسم ہے۔

س(٤) اذکر الفرق بین النوع الحقیقی والاضافی مع التمثیل۔

ج۔۔۔ نوع حقیقی: وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں محمول ہو۔ جیسے: الانسان۔ اور نوع اضافی: وہ ماہیت ہے جس پر اور اس کے علاوہ پر جنس محمول ہو۔ جیسے: الحیوان۔

نوع کی دونوں قسموں کی وضاحت سے ان کے درمیان فرق بھی ظاہر ہوجاتا ہے۔ وہ یہ کہ دونوں من وجہٍ اعم اور اخص ہیں اور ان کے درمیان عموم خصوص کی نسبت پائی جاتی ہے؛ اس لیے کہ دونوں انسان میں جمع ہوجاتی ہیں اور ''نقطہ'' میں صرف حقیقی صادق آتی ہے، کیوں کہ نقطہ خط کی نہایت سے عبارت ہے تو وہ بسیط ہوگا، اس کا کوئی جز نہیں ہوگا، لہٰذا اسکا کوئی جنس بھی نہیں ہوگا۔ اور حیوان میں صرف اضافی صادق آتی ہے۔

س(٥)عرف الكلي الطبعي والمنطقي والعقلي۔

ج۔۔۔کلی منطقی: وہ مفہوم کلی ہے جس کے کثیرین پر صدق کا فرض کرنا ممتنع اور محال نہ ہو۔

کلی طبعی: کلی منطقی کا وہ معروض ہے جس پر کلیت عارض ہوتی ہے۔

کلی عقلی: کلی منطقی اور کلی طبعی کا مجموعۂ مرکب ہے۔ [یعنی: کلی عقلی، کلی طبعی ہے اس حال میں کہ وہ اس مفہوم وعنوان سے متصف ہو جس کے کثیرین پر صدق کا فرض کرنا ممتنع اور محال نہیں ہے۔]

س(٦)اشرح ما ياتي: والحق ان وجود الطبعي بمعنىٰ وجود اشخاصه۔

ج۔۔۔اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات متحقق ہے کہ کلی منطقی اور عقلی کا وجود خارج میں ثابت نہیں، بلکہ ان دونوں کا وجود عقل کے ملاحظہ سے عقل میں متحقق ہوا کرتا ہے۔ رہی کلی طبعی، تو اس کے خارج میں موجود ہونے کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ متاخرین مناطقہ نے اس کے عدم وجود فی الخارج کے قائل ہیں، جبکہ متقدمین نے اس کے وجود فی الخارج کو تسلیم کیا ہے۔ مصنف علامہ سعد الدین علیہ الرحمہ نے متاخرین کے مذہب کو مختار قرار دیا ہے اور فرمایا کہ حق یہ ہے کہ کلی طبعی کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ رہی بات یہ کہ مناطقہ کی ایک جماعت اس کے وجود خارجی کو تسلیم کرتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے خارج میں موجود ہونے کا مطلب اس کے افراد کا خارج میں موجود ہونا ہے۔ مثلاً: جب کہا جائے کہ انسان خارج میں موجود ہے، تو اس کا معنی یہ ہوا کہ اس کے اشخاص وافراد خارج میں موجود ہیں اور بس؛ کیوں کہ انسان جو کہ کلی طبعی ہے اگر اس کو خارج میں موجود مان لیا جائے تو شیئ واحد کا صفات متضادہ مثلاً: کلیت وجزئیت سے متصف ہونا لازم آئے گا نیز شیئ واحد کا متعدد مکانوں میں پایا جانا لازم آئے گا۔ [ظاہر ہے کہ یہ لزوم باطل ہے پس ملزوم کا حکم بھی ظاہر ہے۔]

س(٧)بين اقسام اللازم مع التمثيل۔

ج۔۔۔عرض لازم: وہ عرض ہے جس کا شیئ سے انفکاک محال ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں: [١] لازم ماہیت اور [٢] لازم وجود۔

لازم ماہیت: وہ عرض لازم ہے جس کا شیئ سے انفکاک محال ہو ماہیت کی طرف نظر کرتے ہوئے۔ جیسے: ''زوجیت'' اربعہ کے لیے، کہ یہ لازم ہے ماہیت اربعہ کے لیے۔

لازم وجود: وہ عرض لازم ہے جس کا شیئ سے انفکاک محال ہو وجود خارجی یا وجود ذہنی کی طرف نظر کرتے ہوئے۔ تو حقیقت میں یہ قسم دو قسموں میں منقسم ہے۔ لازم وجود خارجی کی مثال جیسے: سواد حبشی کے لیے، کہ یہ حبشی کے وجود کے لیے لازم ہے، نہ کہ ماہیت کے لیے؛ کیوں کی اس کی ماہیت انسان ہے اور سواد انسان کو لازم نہیں۔ اور ذہنی کی مثال جیسے: کلیت۔ کہ یہ انسا کے وجود ذہنی کے لیے لازم ہے۔

لازم کی مزید دو قسمیں ہیں [خواہ لازم ماہیت ہو یا لازم وجود]: [١] بین اور [٢] غیر بین۔

لازم بین: وہ لازم ہے جس کے لزوم پر جزم میں کسی دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: شجاعت لازم ہے اسد کے لیے۔

غیر بین: وہ لازم ہے جس کے لزوم پر جزم میں کسی دلیل کی ضرورت ہو۔ جیسے حدوث لازم ہے عالم کے لیے۔

لازم بین کی دو قسمیں ہیں: [١] بین بالمعنی الاخص اور [٢] بین بالمعنی الاعم۔

بین بالمعنی الاخص: وہ لازم ہے کہ ملزوم کے تصور سے لازم کا تصور لازم آئے۔ جیسے: ''اثنان'' کا ایک کا دونہ ہونا۔

بین بالمعنی الاعم: وہ لازم ہے کہ ملزوم ولازم اور دونوں کے درمیان نسبت کے تصور سے جزم باللزوم لازم آئے۔ جیسے: اربعہ کا دو برابر عدد میں منقسم ہونا۔

س(١)عرف المعرف ،وبین شرائط صحتها مع بیان وجه الشرط۔

ج۔۔۔معرف: شئ کا وہ ہے جو اس شیٔ[معرَف] پر اس کے تصور بالکنہ یا ایسے طریقے پر اس کے تصور کے افادہ کے لیے محمول ہو کہ وہ اسے جموع ماعدا سے ممتاز کردے۔

تعریف[معرف] کی صحت کے لیے دو شرطیں ہیں:[١] یہ کہ تعریف کیفیت کے اعتبار سے معرَف سے اوضح واجلیٰ[زیادہ واضح] ہو؛ کیوں کہ تعریف سے مقصود شئ کے تصور کا افادہ، اس کی کشف ووضاحت اور اس کو جمیع ماعدا سے ممتاز کرنا ہے۔پس اگر تعریف ہی معرَف سے اوضح نہ ہو تو مقصود حاصل ہی نہ ہو پائے گا۔لہٰذا تعریف معرَف سے اخفیٰ یا معرفت وجہالت میں معرَف کی مساوی نہیں ہوسکتی۔

[٢] یہ کہ تعریف کمیت کے اعتبار سے معرَف کے مساوی ہو۔اس طرح کہ تعریف ومعرَف میں سے ہر ایک دوسرے کے جمیع افراد پر صادق آئے، تاکہ تعریف معرَف کے جمیع افراد کو جامع اور دخول غیر سے مانع رہے۔

س(٢) عرف الاقسام الاربعة للتعریف،ومثل طبق الکتاب۔

ج۔۔۔تعریف کی چار قسمیں ہیں:[١] حدتام[٢] حدناقص[٣] رسم تام[٤] رسم ناقص۔

حدتام: وہ تعریف[معرِف] ہے جو جنس قریب اور فصل قریب سے ہو اس شرط پر کہ جنس فصل پر مقدم ہو۔جیسے: ''حیوان ناطق'' انسان کی تعریف میں۔

حدناقص: وہ تعریف ہے جو جنس بعید اور فصل قریب سے ہو یا صرف فصل قریب سے ہو۔جیسے: انسان کی تعریف کرنا ''جسم ناطق یا ناطق'' کے ذریعہ۔

رسم تام: وہ تعریف ہے جو جنس قریب اور خاصہ سے ہو۔جیسے: انسان کی تعریف ''حیوان ضاحک'' سے کرنا۔

رسم ناقص: وہ تعریف ہے جو جنس بعید اور خاصہ یا صرف خاصہ سے ہو۔جیسے: انسان کی تعریف ''جسم ضاحک یا ضاحک'' سے کرنا۔

س(٣)متی 'یصلح العرض العام معرفا؟وفی ای" صورة یصلح الاعم والاخص معرفا عند المتقدمین ؟

ج۔۔۔جس وقت چند اعراض عامہ کا مجموعہ ایک حقیقت کے ساتھ مختص ہو، اس وقت وہ معرف بننے کی صلاحیت رکھتا ہے؛ کیوں کہ وہ اس وقت جمیع ماعدا سے معرَف کے امتیاز کا فائدہ دیتا ہے۔جیسے: انسان کی تعریف میں یہ کہنا: هو ماش علی قدمیه، عریض الاظفار، مستقیم القامة، بادی البشرة۔

متاخرین کے نزدیک تعریف بالاعم والاخص مطلقاً جائز نہیں، جب کہ معقدمین کے نزدیک حدناقص اور رسم ناقص میں جائز ہے تام میں جائز نہیں۔

س(٤)ما المراد بالتعریف اللفظی؟

ج۔۔۔تعریف لفظی، وہ تعریف ہے جس کے ذریعہ[کسی] لفظ کے مدلول کی تفسیر مقصود ہو۔اس طرح کہ[کوئی] لفظ معنی پر دلالت کرنے میں واضح نہ ہو، پس اس کی تفسیر ایک ایسے لفظ کے ذریعہ کردی جائے جو اس معنی پر دلالت کرنے میں واضح تر ہے۔جیسے: الغضنفر،الاسد۔[یہ تعریف تعریف حقیقی نہیں ہوتی۔]اس سے مراد مختلف معانی میں اس معنی کی تعیین ہوتی ہے جس کے لیے لفظ وضع کیا گیا ہے، تاکہ اس کی طرف روجہ کی جائے اور یہ جان لیا جائے کہ لفظ اسی معنی کے لیے وضع کیا گیا ہیا ور بس۔

حاصل یہ کہ تعریف لفظی سے مقصود مختلف صورتوں میں ایک صورت حاصلہ کی تفسیر ہے، اس طرح کہ اس لفظ سے یہی صورت مراد ہے۔

س(٥)اثبت ان الاعم والاخص والمباین لا یقع معرفاً۔

ج۔۔۔معرف کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ کمیت کے اعتبار سے معرَف کے مساوی ہو۔تاکہ تعریف معرَف کے جمیع افراد کو جامع اور دخول غیر سے مانع رہے۔لہٰذا اگر معرِف معرَف سے اخص یا اعم ہو تو اس کا معرِف واقع ہنا صحیح نہیں۔کیوں کہ اگر تعریف[معرِف] معرَف سے اخص ہوگی اس طرح کہ معرَف کسی شیٔ پر صادق آئے گا اور اس پر تعریف صادق نہیں آئے گی تو تعریف معرَف کے جمیع افراد جامع نہیں رہے گی۔اور اگر تعریف معرَف سے اعم ہو گی اس طرح کہ تعریف کسی شیٔ پر صادق آئے گی اور اس پر معرف صادق نہیں آئے گا تو تعریف افراد معرف کے علاوہ دیگر افراد کے دخول سے مانع نہیں

رہے گی۔ حلانکہ تعریف کا جامع اور مانع ہونا ضروری ہے۔

جس طرح تعریف بالاعم والاخص صحیح نہیں ہے اسی طرح تعریف کا معرَّف کے مباین ہونا بھی صحیح نہیں؛ کیوں کہ شیی کا مباین شیی پر قطعاً محمول نہیں ہوتا۔ حالانکہ تعریف کا معرف پر محمول ہونا ضروری ہے۔

التصديقات

[۸/۱]

س(۱)عرف القضية ،و الصدق۔وبين كيف تدفع الايراد الواقع بالخبرية المشكوكة۔

ج۔۔۔ قضیہ: وہ قول ہے جو صدق وکذب کا احتمال رکھے۔[اس کا اطلاق معقول وملفوظ دونوں پر ہوتا ہے۔]

صدق: نسبت حکمیہ کا واقع کے مطابق ہونا ہے۔

اعتراض: خبر مشکوک کے ذریعہ قضیہ کی تعریف پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خبر مشکوک بھی صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہے، لہذا اسے قضیہ کی تعریف میں داخل ہونا چاہیے، حالانکہ یہ قضیہ نہیں ہے۔

جواب: یہ ہے کہ جو صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہے، وہ حکم ہے۔ اور خبر مشکوک حکم سے خالی ہوا کرتا ہے، لہذا یہ قضیہ کی تعریف سے خارج رہے گی۔ ہاں! اس پر خبر کا جو اطلاق ہوتا ہے، وہ صرف مجازاً۔ اس بنیاد پر کہ اس کی صورت خبر کی سی ہوتی ہے یا اس بنیاد پر کی یہ خبر کے اکثر اجزاپر مشتمل ہوتی ہے۔

س(۲)عرف الرابطة و اوضح قوله:وقد استعير لها هو۔

ج۔۔۔رابطہ، نسبت حکمیہ ہے۔ اور نسبت حکمیہ [بلفظ دیگر رابطہ] پر دلالت کرنے والے کو بھی رابطہ کہتے ہیں، تسمیۃ الدال باسم المدلول کے اعتبار سے۔ مثلاً ''ھو'' ''زيد هو القائم'' میں۔

''و قد استعير لها هو'' اور رابطہ [یعنی: دالّ] کے لیے ''ھو'' کو مستعار لیا جاتا ہے۔'' رابطہ ادات ہوتی ہے؛ کیوں کہ رابطہ ایسی نسبت پر دلالت کرتا ہے جو غیر مستقل ہوتی ہے۔ اور معنیٔ غیر مستقل پر دلالت کے لیے ادات ہوتی ہے۔ لہذا رابطہ ادات ہوگی۔ لیکن یہ [رابطہ] کبھی اسم کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے: ''ھو'' ''زيد هو العالم'' میں، اور کبھی کلمہ [فعل] کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے: ''کان'' ''زيد كان قائماً'' میں۔ یہیں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لفظ ''ھو اور کان'' حقیقت میں رابطہ نہیں ہیں، بلکہ رابطہ کے لیے مستعار لیے گیے ہیں؛ کیوں کہ رابطہ تو حقیقت میں ادات ہوتی ہے اور یہ ادات نہیں۔ اسی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وقد استعير لها هو۔'' ''اور رابطہ کے لیے ''ھو'' کو مستعار لیا جاتا ہے۔''

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ رابطہ لفظ ''ھو یا کان'' میں منحصر نہیں ہے، بلکہ ہر وہ لفظ جو ربط پر دلالت کرے وہ رابطہ ہے۔ جیسے: ''است'' ''زید دانا است'' میں، اور ''کائن، حاصل اور موجود'' ''اخى موجود فى الدار، يا كائن فى الغرفة، يا حاصل عند الرفقاء'' میں۔

س(۳)بين اقسام القضية باعتبار الموضوع واوضح الفرق بين القضية الحقيقية و الخارجية مع بيان النسبة بينهما۔

ج۔۔۔موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی چار قسمیں ہیں: [۱] شخصیہ [۲] طبعیہ [۳] محصورہ اور [۴] مہملہ۔

شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی اور شخص معین ہو۔ [جیسے: زيد عالم]

طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم نفس حقیقت وطبعیت پر ہو۔ [جیسے: الانسان نوع]

محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو، حکم افرادِ موضوع پر ہو اور افراد کی مقدار کلاً یا بعضاً بیان کردی گئی ہو۔ [جیسے: كل نبى وجيه عند الله تعالىٰ]

مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو، حکم افرادِ موضوع پر ہو اور افراد کی مقدار کلاً یا بعضاً بیان نہ کی گئی ہو۔ [جیسے: المؤمن مغفور]

قضیہ خارجیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حکم موضوع کے جمیع افراد پر ان افراد کے خارج میں وجود وتحقق کے اعتبار سے ہو۔ جیسے: كل غراب اسود۔

قضیہ حقیقیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حکم موضوع کے افراد پر خارج میں موضوع کے تحقق و وجود کی تقدیر ہو۔ جیسے: کل عنقاء طائر۔

فرق: دونوں کی تعریف سے معلوم ہوا کہ قضیہ خارجیہ میں بہر حال حکم افراد موجودہ فی الخارج پر منحصر ہوتا ہے، جبکہ قضیہ حقیقیہ میں اگر موضوع کے افراد معدوم ہوں تو حکم افراد مقدرۃ الوجود پر منحصر ہوتا ہے اور اگر افراد خارج میں موجود ہوں تو حکم افراد خارجیہ پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ قضیہ خارجیہ کے برخلاف افراد خارجیہ اور افراد مقدرۃ دونوں پر ہوتا ہے۔ جیسے: کل انسان حیوان، میں۔

نسبت: خارجیہ اور حقیقیہ کے درمیان ''عموم خصوص من وجہ'' کی نسبت پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ دونوں ''کل انسان حیوان'' میں جمع ہو جاتے ہیں اور ''کل غراب اسود'' میں صرف خارجیہ صادق آتا ہے، جبکہ ''کل عنقاء طائر'' میں صرف حقیقیہ صادق آتا ہے۔

س(٤) عرف القضية المعدولة معاقسامها الثلاثة بالتمثيل۔

ج۔۔۔قضیہ معدولہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حرف سلب موضوع و محمول میں سے کسی یا دونوں کا جز واقع ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

[۱] معدولۃ الموضوع، وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرف سلب موضوع کا جز واقع ہو۔ جیسے: اللا مومن کافر اور اللا حیوان لیس بانسان۔

[۲] معدولۃ المحمول، وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جز واقع ہو۔ جیسے: الکافر لا مومن اور الانسان لیس بلا حیوان۔

[۳] معدولۃ الطرفین، وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرف سلب موضوع و محمول دونوں کا جز واقع ہو۔ جیسے: اللا حیوان لا انسان اور اللا مومن لیس بلا کافر۔

س(٥) عرف اقسام السور مع التمثيل۔

ج۔۔۔سور کی چار قسمیں ہیں:

[۱] موجبہ کلیہ کا سور: وہ لفظ ہے جو ایجاب میں جمیع افراد کے احاطہ پر دلالت کرے۔ اس کے لیے مثلاً ''کل، جمیع، عامۃ اور لام استغراق'' ہیں۔ جیسے: کل نفس ذائقة الموت۔

[۲] موجبہ جزئیہ کا سور: وہ لفظ ہے جو ایجاب میں بعض افراد کے احاطہ پر دلالت کرے۔ اس کے لیے مثلاً ''بعض، غالب اور معظم'' ہیں۔ جیسے: بعض الانسان کافر۔

[۳] سالبہ کلیہ کا سور: وہ لفظ ہے جو سلب میں جمیع افراد کے احاطہ پر دلالت کرے۔ اس کے لیے مثلاً ''لا شیءَ اور لا واحد'' ہیں۔ جیسے: لا شیء من الصحابة بفاسق۔

[۴] سالب جزئیہ کا سور: وہ لفظ ہے جو سلب میں بعض افراد کے احاطہ پر دلالت کرے۔ اس کے لیے مثلاً ''لیس بعض، بعض لیس، لیس کل اور لیس جمیع'' ہیں۔ جیسے: بعض المجتهدين ليس بطلاب۔

س(٦) انظر فی القضايا الآتية أنها شخصة، او طبعية، او مهملة، او محصورة۔ واذكر اسم كل قضية، وان كانت محصورة فعين قسمها ايضاً۔

ج---[۱] المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔ (قضیه محصوره موجبه کلیه)[۲] انك تكتب جيدا۔ (قضیه شخصیه)[۳] الرجل خير من المرأة۔ (قضیه طبعیه)[٤] الكاتبون كرام۔ (قضیه محصوره موجبه کلیه)[٥] کل مصل طاهر۔ (قضیه محصوره موجبه کلیه)[٦] ليس احد من المحسنين خائبا۔ (قضیه محصوره سالبه کلیه)[۷] بعض الناس مؤمن۔ (قضیه محصوره موجبه جزئیه)[۸] ليس كل فاسق تائبا۔ (قضیه محصوره سالبه جزئیه)[۹] ليس بعض المومنين فاسقاً۔ (قضیه محصوره موجبه جزئیه)[۱۰] بعض الاغنياء ليس بمتكبر۔ (قضیه محصوره سالبه جزئیه)[۱۱] العاقل يجتنب ما يضره۔ (قضیه مهمله)[۱۲] و ما الله بغافل عماّ تعملون۔ (قضیه شخصیه)

س(۷) عين المعدولة والمحصلة والبسيطة فيما ياتى۔ وعين اسمها بالنظر الى الاقسام ايضاً۔

ج---[۱] بعض اللا حجر شجر۔(معدولة الموضوع موجبه)[۲] کل شجر لا حجر۔(معدولة المحمول موجبه)[۳] بعض الثوب لیس بلا نجس۔(معدولة المحمول سالبه)[٤]بعض اللا طاهر لیس بثوب۔(معدولة الموضوع سالبه)[٥]لا شیء من اللا مؤمن بتقی۔(معدولة الموضوع سالبه)[٦]لا شیء من الظالم بلا عاص۔(معدولة المحمول سالبه)[۷] کل ظالم ذو معصیة۔(محصله) [۸]لیس کل حاکم عادلاً۔(بسیطه)[۹]العالم بلا عمل کشجر بلا ثمر۔(محصله)[۱۰]والله محیط بالکافرین۔(محصله)

[۹/۲]

س(۱)عرف القضیة الموجهة وجهتها ومادتها۔

ج--- **قضیہ موجہ**:وہ قضیہ ہے جو کسی جہت پر مشتمل ہو۔

جہت قضیہ:وہ[لفظ یا حکم عقل] ہے جس کے ذریعہ کیفیت مخصوصہ نفس الامریہ کا بیان حاصل ہو۔مثلاً:ضرورت،دوام وغیرہ۔

مادۂ قضیہ:وہ کیفیت مخصوصہ جس سے موضوع ومحمول کے درمیان کی نسبت نفس الار کے اعتبار سے متکیف ہو۔مثلاً:ضرورت،دوام،فعلیت وغیرہ۔

س(۲)عرف البسائط مع التمثیل۔

ج--- **قضایا موجہہ بسیطہ**:(بسیطہ،وہ ہے جس کی حقیقت صرف ایجاب یا صرف سلب ہو۔)

[۱]**ضروریہ مطلقہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں موضوع کے لیے نسبت کے ثبوت یا موضوع سے نسبت کے سلب کی ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو جب تک ذات موضوع موجود ہو۔جیسے:کل انسان حیوان بالضرورة۔لا شیء من الانسان بحجر بالضرورة۔

[۲]**مشروطہ عامہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں نسبت کی ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو جب تک وصف موضوع موجود ہو۔(یعنی:وصف موضوع کی شرط پر ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو۔)جیسے:بالضرورة کل متکلم متحرك اللسان ما دام متکلماً۔بالضرورة لا شیء من المتکلم بساکن اللسان ما دام متکلماً۔

[۳]**وقتیہ مطلقہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں وقت معین میں نسبت کی ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو۔جیسے:بالضرورة کل نفس ذائقة الموت عند الاجل المقرر لها۔بالضرورة لا شیء من النفس بذائقة الموت فی الوقت الذی قدرت حیاتها فیه۔

[۴]**منتشرہ مطلقہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں وقت غیر معین میں نسبت کی ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو۔جیسے:بالضرورة کل انسان متنفس فی وقت ما۔بالضرورة لا شیء من الانسان بمتنفس فی وقت ما۔

[۵]**دائمہ مطلقہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں نسبت کے دوام کا حکم لگایا گیا ہو جب تک ذات موضوع موجود ہو۔جیسے:کل نبی معصوم بالدوام۔لا شیء من الملك بعاص بالدوام۔

[۶]**عرفیہ عامہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں نسبت کی دوام کا حکم لگایا گیا ہو جب تک وصف موضوع موجود ہو۔(یعنی:وصف موضوع کی شرط پر دوام کا حکم لگایا گیا ہو۔)جیسے:بالدوام کل متکلم متحرك اللسان ما دام متکلماً۔بالدوام لا شیء من المتکلم بساکن اللسان ما دام متکلماً۔

[۷]**مطلقہ عامہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں نسبت کی فعلیت کا حکم لگایا گیا ہو،یعنی:تینوں زمانوں میں سے کسی ایک میں نسبت کے ثبوت یا سلب کا حکم لگایا گیا ہو۔جیسے:کل انسان متنفس بالفعل۔لا شیء من الانسان بمتنفس بالفعل۔

[۸]**ممکنہ عامہ**:وہ قضیہ موجھہ ہے جس میں نسبت کی جانب مخالف سے سلب ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو۔جیسے:کل نار حرة بالامکان العام۔لا شیء من النار ببارد بالامکان العام۔

س(۳)بأیّ لفظة یشار الی المطلقة العامة،والممکنة العامة۔وبین وجه الاشارة۔

ج--- ''لادوام(ذاتی)'' سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے؛کیوں کہ''لادوام ذاتی''کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قضیہ میں مذکورہ نسبت دائمی نہیں ہے

جب تک ذات موضوع موجود ہے، لہٰذا لادوام سے اشارہ "مطلقہ عامہ کی طرف ہوگا، اصل قضیہ کے مخاف "کیف" میں اور موافق ہوگا "کم" میں۔ اور "لا ضرورۃ (ذاتیہ)" سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ "لاضرورۃ ذاتیہ" کا معنی یہ ہوتا ہے کہ قضیہ میں مذکورہ نسبت ضروری نہیں ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے، لہٰذا لاضرورۃ کا مفاد قضیہ ممکنہ عامہ ہوگا، اصل قضیہ کے مخاف "کیف" میں اور موافق ہوگا "کم" میں۔

س(٤) عدد المرکبات وبین القضایا التی ترکب منھا المرکبات۔

ج---قضایا مرکبہ سات ہیں: [۱] مشروطہ خاصہ، [۲] عرفیہ خاصہ، [۳] وقتیہ، [۴] منتشرہ، [۵] وجودیہ لاضروریہ، [٦] وجودیہ لادائمہ اور [۷] ممکنہ خاصہ۔ قضایا مرکبہ دو قضیوں سے مرکب ہوتے ہیں، جن میں ایک موجبہ بسیطہ ہوتا ہے اور دوسرا سالبہ بسیطہ، لیکن مرکبہ کی ترکیب میں یہ شرط ہے کہ دوسرا جز خواہ وہ موجبہ ہو یا سالبہ مستقل عبارت کے ساتھ مذکور نہ ہوتا، بلکہ اس کی طرف لاضرورۃ یا لادوام سے صرف اشارہ ہوتا ہے۔ اور پورے قضیے کے ایجاب وسلب کا مدار جز اول پر ہوتا ہے۔

س(٥) بین وجہ تسمیة المشروطة الخاصة، والمنتشرة، والعرفیة العامة۔

ج---مشروطہ خاصہ کی وجہ تسمیہ: مشروطہ خاصہ کا نام "مشروطہ" تو اس وجہ سے رکھا گیا ہے؛ کیوں کہ یہ "مشروطہ عامہ" پر مشتمل ہوتا ہے اور "خاصہ" اس وجہ سے کہ یہ مشروطہ عامہ سے اخص ہے۔

منتشرہ کی وجہ تسمیہ: یہ ہے کہ جب "منتشرہ مطلقہ" کو مقید کردیا گیا تو اس سے اطلاق ختم ہوگیا، پس صرف منتشرہ بچا؛ اسی وجہ سے اس کا نام منتشرہ رکھ دیا گیا۔

عرفیہ عامہ کی وجہ تسمیہ: "عرفیہ" تو اس وجہ سے کہ جب "کل متکلم متحک اللسان مادام متکلماً" کہا جاتا ہے تو "عرف" میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ تحرک لسان کا ثبوت ذات متکلم کے لیے دائمی نہیں ہے بلکہ اسی وقت تک ہے جب تک وہ متکلم ہے۔ پس جب یہ معنی عرف سے ماخوذ ہوا تو اس کو اسی کی طرف منسوب کردیا گیا۔ اور "عامہ" اس وجہ سے کہ یہ عرفیہ خاصہ سے "اعم" ہے۔

س(٦) بین معنی الضرورة، والدوام الذاتی، واللادوام الذاتی، واللا ضرورة الذاتیة۔

ج---"ضرورت" کا معنی "شئی کا کسی شئی سے انفکاک کا محال ہونا" ہے۔ "دوام ذاتی" کا معنی "شئی کا کسی شئی سے جدا نہ ہونا" ہے، خواہ جدا ہونا محال ہو یا نہ ہو۔ "لاضرورت ذاتیہ" کا معنی یہ ہے کہ "قضیہ میں مذکورہ نسبت ضروری نہیں ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے"۔ "لادوام ذاتی" کا معنی یہ ہے کہ "قضیہ میں مذکورہ نسبت دائمی نہیں ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے"۔

[۱۰/۳]

س(١) عرف القضیة المتصلة والمنفصلة والعنادیة والاتفاقیة ایجاباً وسلباً مع التمثیل۔

ج--- قضیہ متصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں ایک نسبت کے ثبوت یا نفی کا حکم دوسری نسبت کی تقدیر پر لگایا گیا ہو۔

متصلہ موجبہ: وہ قضیہ متصلہ ہے جس میں ایک نسبت کے ثبوت کا حکم دوسری نسبت کی تقدیر پر لگایا گیا ہو۔ جیسے: ان کانت الشمس طالعة فالنھار موجود۔

متصلہ سالبہ: وہ قضیہ متصلہ ہے جس میں ایک نسبت کی نفی کا حکم دوسری نسبت کی تقدیر پر لگایا گیا ہو۔ جیسے: لیس البتة ان کانت الشمس طالعة فاللیل موجود۔

منفصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔

منفصلہ موجبہ: وہ قضیہ [شرطیہ منفصلہ] ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: ھذا الشیء اما کتا او قلم۔

منفصلہ سالبہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان عدم تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: لیس البتة اما ان یکون ھذا الحیوان انسانا او ناطقاً۔

منفصلہ عنادیہ: وہ قضیہ [شرطیہ منفصلہ] ہے جس میں دونوں جزؤں کے درمیان تنافی کا حکم ان کی ذات کی وجہ سے لگایا گیا ہو، یعنی ایک کی ذات دوسرے کی ذات کی منافی ہو۔

عنادیہ موجبہ: وہ قضیہ [شرطیہ منفصلہ] ہے جس میں دونوں جزؤں کے درمیان تنافی کا حکم ان کی ذات کی وجہ سے لگایا گیا ہو۔ جیسے: ھذا العدد اما زوج او فرد۔

عنادیہ سالبہ: وہ قضیہ [شرطیہ منفصلہ] ہے جس میں دونوں جزؤں کے درمیان عدم تنافی کا حکم ان کی ذات کی وجہ سے لگایا گیا ہو۔ جیسے: اما ان یکون ھذا اسود او کا تباً۔

منفصلہ اتفاقیہ: وہ قضیہ [شرطیہ منفصلہ] ہے جس میں تنافی کا حکم دونوں جزؤں کی ذات کی وجہ سے نہ لگایا گیا ہو، بلکہ محض اتفاق کی وجہ سے لگایا گیا ہو۔

اتفاقیہ موجبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں تنافی کا حکم محض اتفاقی ہو۔ جیسے: زید اما ان یکون کا تبا او شاعراً۔

اتفاقیہ سالبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں عدم تنافی کا حکم محض اتفاقی ہو۔ جیسے: لیس البتۃ اما ان یکون ھذا الانسان حدادا او نجاراً۔ [اس انسان کے بارے میں جو دونوں نہ ہو]

س(۲) مثّل الشرطیۃ التی ترکیبھا من حملیتین ومن متصلتین ومن منفصلتین ومختلفتین طبق الکتاب۔

ج۔۔۔ قضیہ شرطیہ کے دونوں جز ادات اتصال وانفصال کے دخول سے پہلے دو قضیہ ہوتے ہیں: **خواہ دونوں حملیہ ہوں، مثلاً متصلہ میں:** کلما کان ھذا الشیء انسانا کان حیواناً۔ **اور منفصلہ میں:** اما ان یکون ھذا العدد زوجا او فرداً۔

یا متصلہ ہوں، مثلاً متصلہ میں: کلما کان ھذا الشیء انسانا کان حیواناً، فکلما لم یکن ھذا الشیء حیوانا فھو لم یکن انساناً۔ **اور منفصلہ میں:** اما ان یکون ان کانت الشمس طالعۃ فالنھار موجود واما ان یکون ان کانت الشمس طالعۃ لم یکن النھار موجوداً۔

یا منفصلہ ہوں، مثلاً متصلہ میں: کلما کا ن دائماً اما ان یکون ھذا العدد زوجا او فرداً، فدائما اما ان یکون منقسما بمتساویین، او غیر منقسم بھما۔ **اور منفصلہ میں:** اما ان یکون ھذا العدد زوجا او فرداً، واما ان یکون ھذا العدد لا زوجا او لا فرداً۔

یا دونوں جز مختلف ہوں، اس طرح کہ دونوں یا تو حملیہ اور متصلہ ہوں، یا حملیہ اور منفصلہ ہوں، یا متصلہ اور منفصلہ ہوں۔

س(۳) عرف الحقیقیۃ ومانعۃ الجمع ومانعۃ الخلو ایجابا وسلباً مع التمثیل۔

ج۔۔۔ **حقیقیہ:** وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان صدق وکذب یعنی اجتماع وارتفاع دونوں صورتوں میں ایک ساتھ تنافی یا عدم تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔

حقیقیہ موجبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان صدق وکذب میں ایک ساتھ تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: ھذا العدد اما زوج او فرد۔

حقیقیہ سالبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان صدق وکذب میں ایک ساتھ سلب تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: لیس البتۃ اما ان یکون ھذا اسود او کاتباً۔

مانعۃ الجمع: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان صرف صدق میں تنافی یا سلب تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔

مانعۃ الجمع موجبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان صرف صدق میں تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: ھذا الشیء اما کتاب او قلم۔

مانعۃ الجمع سالبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان صرف صدق میں سلب تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: لیس البتۃ اما ان یکون ھذا الشیء لا کتابا، او لا قلماً۔

مانعۃ الخلو: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان صرف کذب میں تنافی یا سلب تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔

مانعۃ الخلو موجبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان صرف کذب میں تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: زید اما ان یکون فی البحر، او لا یغرق۔

مانعۃ الخلو سالبہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان صرف کذب میں سلب تنافی کا حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: لیس البتۃ اما ان یکون ھذا الشیء شجرا، او حجراً۔

س(٤)عرف الشرطية الشخصية والكلية والجزئية والمهملة مع التمثيل ايجابا و سلباً۔

[احوال وازمنہ کے اعتبار سے شرطیہ کی چار قسمیں ہیں، خواہ شرطیہ متصلہ ہو یا منفصلہ۔]

ج---[۱] **شخصیہ**: وہ قضیہ شرطیہ [متصلہ یا منفصلہ] ہے جس میں لزوم یا عناد، یا سلب لزوم وعناد کا حکم زمانۂ معین میں لگایا گیا ہو۔ **شخصیہ متصلہ موجبہ کی مثال**: ان جئتنی مع صدیقی اکرمتك۔ اور سالبه کی: لیس ان جئتنی مع صدیقی اهنتك۔ **شخصیہ منفصلہ موجبہ کی مثال**: زید اما ان یکون طائعا او عاصیاً۔ اورسالبہ کی: لیس اما ان یکو ن هذا الشیء الآن اسود ،او ابیض۔

[۲] **مہملہ**: وہ قضیہ شرطیہ [متصلہ یا منفصلہ] ہے جس میں لزوم یا عناد، یا سلب لزوم وعناد کا حکم زمانۂ غیر معین میں لگایا گیا ہو اور زمانہ کی کمیت بیان نہ کی گئی ہو۔ **مہملہ متصلہ موجبہ کی مثال**: ان کان هذا تفاحاً کان فاکهة۔ اورسالب کی: لیس ان کان هذا مجتهدا کا فاشلاً۔ **مہملہ منفصلہ موجبہ کی مثال**: اما ان یکون زید عالماً،او جاهلاً۔ اورسالبہ کی: لیس اما ان یکون الحیوان حساسا،او متحرکاً بالارادة۔

[۳] **کلیہ**: وہ قضیہ شرطیہ [متصلہ یا منفصلہ] ہے جس میں لزوم یا عناد، یا سلب لزوم وعناد کا حکم زمانۂ غیر معین کی تمام تقادیر میں لگایا گیا ہو۔ **کلیہ متصلہ موجبہ کی مثال**: کلما کا ن هذا انسانا کان حیوا ناً۔ اورسالبہ کی: لیس البتة ان کان هذا انساناً کان فرساً۔ **کلیہ منفصلہ موجبہ کی مثال**: دائماً اما ان یکون هذا العدد زوجا ،او فرداً۔ اورسالبہ کی: لیس البتة اما ان یکون زید انسانا، او شاعراً۔

[۴] **جزئیہ**: وہ قضیہ شرطیہ [متصلہ یا منفصلہ] ہے جس میں لزوم یا عناد، یا سلب لزوم وعناد کا حکم زمانۂ غیر معین کی بعض تقادیر میں لگایا گیا ہو۔ **جزئیہ متصلہ موجبہ کی مثال**: قد یکون اذا کا الشیء نباتا کا شجراً۔ اورسالبہ کی: قد لا یکون اذا کان زید عالما کان متورعاً۔ **جزئیہ منفصلہ موجبہ کی مثال**: قد یکون اما ان یکون هذا الشیء جمادا،او نباتاً۔ اورسالبہ کی: قد لا یکون اما ان یکون هذا الشیء فرساً، او حیواناً۔

[۱۱/۴]

س(١)عرف التناقض وبین محترزات التعریف وشروط التناقض مع التمثیل۔

ج--- دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں اس طرح مختلف ہونا کہ اس سے لذاتہ دونوں میں سے ایک کا صادق اور دوسرے کا کاذب ہونا لازم آئے۔ جیسے: ''کل انسان حیوان'' صادق ہے اور اس کی نقیض ''بعض الانسان لیس بحیوان'' کاذب ہے۔

[تناقض کی تعریف متن میں ان الفاظ سے کی گئی ہے: التناقض اختلاف: القضیتین بحیث یلزم لذاته من صدق کل کذب الاخری۔ اس میں:]

اختلاف القضیتین: کی قید کے ذریعے تناقض کی تعریف سے دو قضیوں کے علاوہ کا اختلاف خارج ہو گیا، مثلاً: دو مفرد کا اختلاف، جیسے: ''ضاحك و لاضاحك''، مفرد اور قضیہ کا اختلاف، جیسے: ''زید، وزید لیس بعالم'' اور مرکبات انشائیہ کا اختلاف، جیسے: ''صلِّ، ولا تکن من الفاسقین''۔

یلزم لذاته: [یعنی: ذات اختلاف کی وجہ سے دونوں قضیوں میں سے ایک کا صادق اور دوسرے کا کاذب ہونا لازم آئے۔] اس قید سے دو قضیوں کے درمیان ایسا اختلاف تناقض کی تعریف سے خارج ہو گیا جس میں بالذات اختلاف کی وجہ سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کا باعث نہ ہو۔ جیسے: ''زید ساکن ،زید لیس بمتحرك'' ان دونوں قضیوں میں اختلاف تو ہے لیکن دونوں صادق ہیں، بالذات اختلاف سے ایک کا صادق اور دوسرے کا کاذب ہونا لازم نہیں آتا۔ اور جیسے: ''زید انسان و زید لیس بناطق'' اس میں ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہے لیکن بالذات اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ ان دونوں قضیوں میں سے ایک کا ایجاب دوسرے کے ایجاب اور ایک کا سلب دوسرے کے سلب کی قوت میں ہے، پس زید انسان کا معنی ''زید ناطق'' اور زید لیس بناطق کا معنی ''زید لیس بانسان'' ہے۔ تو اس میں بھی بالذات اختلاف کی وجہ سے ایک کا صدق

دوسرے کے کذب کا باعث نہ ہوا، لہٰذا مذکورہ دونوں صورتیں تناقض کی تعریف سے خارج رہیں گی۔

شروط تناقض: تحقق تناقض کے لیے تین امور میں اختلاف اور متقدمین کے مذہب کے مطابق آٹھ امور میں اتحاد شرط ہے۔ وہ امور جن میں اختلاف شرط ہے، یہ ہیں: [۱] دونوں قضیوں کے درمیان **"کیف"** میں اختلاف، اس طرح کہ دونوں میں سے ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ۔ [۲] **"کم"** میں اختلاف، اس طرح کہ ایک کلیہ ہو اور دوسرا جزئیہ۔ [۳] **"جہت"** میں اختلاف، اس طرح کہ دونوں ایک ہی "کیفیت" سے متکیف نہ ہوں۔

مذکورہ امور ثلاثہ کے علاوہ جن آٹھ امور میں اتحاد شرط ہے، یہ ہیں: [۱] **موضوع:** (لہٰذا زید مومن اور عمر لیس بمومن میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ موضوع میں اختلاف ہے۔) [۲] **محمول:** (لہٰذا زید مومن اور زید لیس بفاسق میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ محمول میں اختلاف ہے۔) [۳] **زمان:** (لہٰذا زید نائم لیلاً اور زید لیس بنائم نهاراً میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ زمانہ میں اختلاف ہے۔) [۴] **مکان:** (لہٰذا زید نائم فی البیت اور زید لیس بنائم فی المسجد میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ مکان میں اختلاف ہے۔) [۵] **اضافت:** (لہٰذا زید تلمیذ لمحمود اور زید لیس بتلمیذ لخلد میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ نسبت واضافت میں اختلاف ہے۔) [۶] **شرط:** (لہٰذا زید متحرك الاصابع بشرط كونه كاتباً اور زید لیس بمتحك الاصابع بشرط كونه غير كاتب میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ شرط میں اختلاف ہے۔) [۷] **قوت وفعل:** لہٰذا الرضيع متكلم بالقوة اور الرضیع لیس بمتكلم بالفعل میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ قوت وفعل میں اختلاف ہے۔) [۸] **جز و کل:** لہٰذا اليوم بارد بعضه اور اليوم ليس ببارد كله میں تناقض نہیں؛ کیوں کہ جز وکل میں اختلاف ہے۔)

س(۲) بين نقيض الضرورية والدائمة والمشروطة العامة والعرفية العامة مع التمثيل۔

ج--- [۱] "**ضروریہ موجبہ**" کی نقیض "ممکنہ عامہ سالبہ" آتی ہے؛ کیوں کہ ضروریہ موجبہ کا مفہوم، جو کہ جانب ایجاب میں ضرورت کا اثبات ہے، ممکنہ عامہ سالب کے مفہوم کے مناقض ہے، جو کہ جانب ایجاب سے سلب ضرورت ہے۔ مثلاً: "کل تقی مومن بالضرورۃ"، اس کی نقیض "بعض الاتقیاء لیس بمومن بالامکان العام" ہوگی۔

"**ضروریہ سالبہ**" کی نقیض "ممکنہ عامہ موجبہ" آتی ہے؛ کیوں کہ ضروریہ سالبہ کا مفہوم، جو کہ جانب سلب میں ضرورت کا اثبات ہے، ممکنہ عامہ موجبہ کے مفہوم کے مناقض ہے، جو کہ جانب سلب سے سلب ضرورت ہے۔ مثلاً: "لا شیء من التقی بفاسق بالضرورۃ" اس کی نقیض "بعض التقی فاسق بالامکان العام" ہوگی۔

[۲] "**دائمہ موجبہ**" کی نقیض "مطلقہ عامہ سالبہ" آتی ہے؛ کیوں کہ دائمہ موجبہ کا مفہوم، جو کہ جمیع اوقات میں ایجاب ہے، یہ جمیع اوقات میں سلب کے منافی ہے، جو کہ مطلقہ عامہ سالبہ کا مفہوم ہے۔ مثلاً: "الملك معصوم بالدوام" اس کی نقیض "الملك ليس بمعصوم بالفعل" ہوگی۔

"**دائمہ سالبہ**" کی نقیض "مطلقہ عامہ موجبہ" آتی ہے؛ کیوں کہ دائمہ سالبہ کا مفہوم، جو کہ جمیع اوقات میں سلب ہے، یہ بعض اوقات میں ایجاب کے منافی ہے، جو کہ مطلقہ عامہ موجبہ کا مفہوم ہے۔ مثلاً: "لاشیء من الملك بفاسق بالدوام" اس کی نقیض "بعض الملك فاسق بالفعل" ہوگی۔

[۳] "**مشروطہ عامہ**" کی نقیض "حینیہ ممکنہ" آتی ہے۔ [حینیہ ممکنہ: وہ قضیہ موجہ ہے جس میں وصف کی شرط پر حکم کی جانب مخالف سے سلب ضرورت کا حکم لگایا گیا ہو۔] اس کی نسبت مشروطہ عامہ کی طرف ایسی ہی ہے جیسی ممکنہ عامہ کی ضروریہ ذاتیہ کی طرف ہے۔ لہٰذا جس طرح ضرورت ذاتیہ امکان ذاتی کی منافی ہے اسی طرح ضرورت وصفیہ امکان وصفی کی منافی ہوگی۔ مثلاً: "بالضرورة كل متكلم متحرك اللسان مادام متكلماً" مشروطہ عامہ ہے، اس کی نقیض حینیہ ممکنہ ہوگی اور وہ "ليس بعض المتكلم بمتحرك اللسان حين هو متكلم بالامكان" ہے۔

[۴] "**عرفیہ عامہ**" کی نقیض "حینیہ مطلقہ" آتی ہے۔ [حینیہ مطلقہ: وہ قضیہ موجہ ہے جس میں وصف موضوع کے بعض اوقات میں نسبت کی فعلیت کا حکم لگایا گیا ہو۔] اس کی نسبت عرفیہ عامہ کی طرف ایسی ہی ہے جیسی مطلقہ عامہ کی دائمہ ذاتیہ کی طرف ہے۔ لہٰذا جس طرح دوام ذاتی اطلاق ذاتی کے

منافی ہے اسی طرح دوام وصفی اطلاق وصفی کا منافی ہوگا۔مثلاً:''بالدوام کل متکلم متحرك اللسان مادام متکلماً''عرفیہ عامہ ہے،اس کی نقیض حینیہ مطلقہ ہوگی اور وہ''لیس بعض المتکلم بمتحرك اللسان حین هو متکلم بالفعل''ہے۔

س(۳)اشرح العبارة التالية:"و للمركبة المفهوم المردد بين نقيضى الجزئين ولكن فى الجزئيةبالنسبة الى كل فرد۔"

ج--- ''اور(موجھہ)مرکبہ کی نقیض دونوں جزؤں کی نقیضوں کے مابین مفہوم مردَّد ہے،لیکن(مرکبہ)جزئیہ میں(نقیض موضوع)کے ہر ہر فرد کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہوتی ہے۔''

مفہوم مردد سے مراد ایک قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہے جو مرکبہ کے دونوں جزؤں کی نقیضوں سے مرکب ہو-----مصنف کی مذکورہ عبارت میں قضیہ مرکبہ کی نقیض اخذ کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔چوں کہ مرکبہ دو بسیطہ سے تیار ہوتا ہے،اس لیے کسی بھی مرکبہ کی نقیض اخذ کرنے کا طرقہ یہ ہے کہ مرکبہ کو دونوں جزؤں کی طرف تحلیل کردی جائیاور ہر جز کی علی حدہ نقیض لاکر دونوں جزؤں کی نقیضوں سے ایک قضیہ''منفصلہ مانعۃ الخلو''بنالیا جائے،وہی قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو مرکبہ کی نقیض ہوگا،مثلاً:کہاجائے''اما هذا النقیض واما ذاك''۔جیسے:''کل متکلم متحرك اللسان ما دام متکلماً،لا دائماً۔''مشروطہ خاصہ ہے،یہ ایک مشروطہ عامہ اور ایک مطلقہ عامہ سے مرکب ہے۔جزِ اول کی نقیض''حینیہ ممکنہ''اور جزِ ثانی کی نقیض''دائمہ مطلقہ''ہوگی،ان دونوں نقیضوں سے ایک قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو[مفہوم مردد]بنے گا،یہی منفصلہ مانعۃ الخلو مذکورہ مشروطہ خاصہ کی نقیض ہوگا۔مثلاً:مذکورہ مشروطہ خاصہ کی نقیض اس طرح ہوگی:''اما لیس بعض المتکلم متحرك اللسان حین هو متکلم بالامکان،واما بعض المتکلم متحرك اللسان بالدوام۔''

یہاں یہ بات واضح رہے کہ اس مفہوم مردد پر نقیض کا اطلاق حقیقۃً نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ مفہوم مردد کا لازم مساوی ہے؛کیوں کہ شیی کی نقیض کا مطلب رفع شیی ہے اور اس مفہوم مردد سے ان دونوں قضیوں کے مجموعہ کا رفع نہیں ہوتا جن سے قضیہ مرکبہ تیار ہوتا ہے،ہاں یہ مفہوم اس کا لازم مساوی ضرور ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ عبارتِ متن میں''ولکن الخ''سے یہ بیان فرمایا ہے کہ مذکورہ ضابطہ(یعنی مفہوم مردد)کے ذریعہ صرف مرکبہ کلیہ ہی کی نقیض اخذ کی جاسکتی ہے،مرکبہ جزئیہ کی نقیض اخذ کرنے میں مذکورہ مفہوم مردد کافی نہیں ہے؛کیوں کہ کبھی مرکبہ جزئیہ اور مفہوم مردد دونوں کاذب ہوجاتے ہیں۔مثلاً:''بعض الحیوان انسان بالفعل لا دائماً،ای:بعض الحیوان لیس بانسان بالفعل''مرکبہ جزئیہ ہے اور یہ کاذب ہے؛اس لیے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض افراد حیوان کے لیے انسانیت کبھی ثابت ہوتی ہے اور کبھی مسلوب ہوجاتی ہے۔ظاہر ہے کہ کوئی بھی فرد حیوان ایسا نہیں ہے بلکہ بعض افراد حیوان کے لیے ہمیشہ انسانیت ثابت رہتی ہے،جیسے:زید اور بعض سے ہمیشہ مسلوب رہتی ہے،جیسے:حمار۔ثابت ہوا کہ مذکورہ مرکبہ جزئیہ یقیناً کاذب ہے۔اس کی جو نقیض مفہوم مردد کی صورت میں بنتی ہے وہ بھی کاذب ہوتی ہے؛کیوں کہ مذکورہ مرکبہ جزئیہ کا مفہوم مردد''دائمہ سالبہ کلیہ اور موجبہ کلیہ''سے تیار ہوگا،دائمہ سالبہ کلیہ اور موجبہ کلیہ یہ ہیں:''لا شیء من الحیوان بانسان بالدوام''و''کل حیوان انسان بالدوام''یہ دونوں کاذب ہیں؛کیوں کہ جب بعض افراد حیوان کے لیے انسانیت بالدوام ثابت ہے تو جمیع سے بالدوام مسلوب نہیں ہوسکتی اور جب بعض سے بالدوام مسلوب ہے تو جمیع کے لیے بالدوام ثابت نہیں ہوسکتی۔لہذا ان سے جو قضیہ منفصلہ[مفہوم مردد]تیار ہوگا وہ بھی کاذب ہوگا۔پس ظاہر ہوا کہ مذکورہ مفہوم مردد مرکبہ جزئیہ کی نقیض اخذ کرنے میں کافی نہیں،ورنہ اصل و نقیض دونوں کا کاذب ہونا لازم آئے گا،حالانکہ تناقض کی تعریف سے یہ بات واضح ہے کہ نقیضین سے ایک کا صادق اور دوسری کا کاذب ہونا ضروری ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض اخذ کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت:''ولکن فی الجزئیة بالنسبة الی کل فرد۔''کے ذریعہ اس کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔اس کا حاصل یہ ہے کہ جزئیہ کے دونوں جزؤں کی نقیضوں کے مابین حرف تردید لایا جائے اور اس کی نسبت موضوع کے ہر ہر فرد کی طرف کی جائے،تاکہ نقیض صادق ہو۔مثلاً مذکورہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض میں یوں کہا جائے:''کل فرد من افراد الحیوان اما انسان دائماً او لیس بانسان دائماً۔''یہ نقیض صادق ہے؛کیوں کہ جب اصل قضیہ(یعنی بعض افراد حیوان کے لیے انسانیت کبھی ثابت ہونا اور کبھی

مسلوب ہونا) صادق نہیں ہے، تو یہ بات ضرور صادق آئے گی کہ ''ہر ہر فرد حیوان کے لیے یا تو دائمی طور پر انسانیت ثابت ہے یا ثابت نہیں۔''

س(٤) بین نقائض القضایا الآتیة مع التعلیل۔

ج۔۔۔ [۱] بعض الزهر ورد۔ نقیض "لا شیء من الزهر بورد''؛ علت: شروط تناقض کی روشنی میں موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ آتی ہے۔ (اس لیے کہ کم وکیف میں اختلاف کے ساتھ باقی چیزوں میں اتحاد شرط ہے، جو موجود ہے)

[۲] لا شیء من الانسان بحجر۔ نقیض "بعض الانسان حجر''؛ علت: سابقہ۔

[۳] بعض المال لیس بضائع۔ نقیض "کل مال ضائع''؛ علت: شروط تناقض کی روشنی میں سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ آتی ہے۔

[۴] کل عامل یجزیٰ بعمله۔ نقیض "بعض العامل لا یجزیٰ بعمله دائما''؛ علت: موجبہ کلیہ مطلقہ عامہ کی نقیض سالبہ جزئیہ دائمہ آتی ہے۔

[۵] بعض الناس لا یاکل اللحم۔ نقیض "کل یاکل اللحم دائما''؛ علت: سالبہ جزئیہ مطلقہ عامہ کی نقیض موجبہ کلیہ دائمہ آتی ہے۔

[۶] کل انسان متنفس بالفعل۔ نقیض "بعض الانسان لیس بمتنفس بالدوام''؛ علت: موجبہ کلیہ مطلقہ عامہ کی نقیض سالبہ جزئیہ دائمہ آتی ہے۔

[۷] بعض الکاتب متحرك الاصابع بالضرورة ما دام کاتباً لا دائماً۔ نقیض "کل فرد من افراد الکاتب اما لیس بمتحرك الاصابع حین هو کاتب بالامکان او متحرك الاصابع دائماً''؛ علت: اصل قضیہ مشروطہ خاصہ سالبہ جزئیہ ہے، مرکب ہے مشروطہ عامہ موجبہ جزئیہ اور مطلقہ عامہ سالبہ جزئیہ سے۔ لہٰذا جزءِ اول کی نقیض حینیہ ممکنہ سالبہ کلیہ اور جزءِ ثانی کی نقیض دائمہ موجبہ کلیہ ہوگی۔ اب ان دونوں نقیضوں سے اصل قضیہ کی نقیض مفہوم مردد کی صورت میں ہوگی جس میں حرف تردید نقیضین کے مابین موضوع کے ہر ہر فرد کے لیے ہوگا۔ [حاصل یہ کہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض دونوں جزؤں کی نقیضوں کے مابین موضوع کے ہر فرد کی طرف نسبت کرتے ہوئے مفہوم مردد ہوتی ہے۔]

[۸] کل کاتب متحرك الاصابع بالدوام ما دام کاتباً لا دائماً۔ نقیض "اما لیس بعض الکاتب بمتحرك الاصابع حین هو کاتب بالفعل واما بعض الکاتب متحرك الاصابع بالدوام''؛ علت: اصل قضیہ عرفیہ خاصہ موجبہ کلیہ ہے، مرکب ہے عرفیہ عامہ موجبہ کلیہ اور مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ سے۔ لہٰذا جزءِ اول کی نقیض حینیہ مطلقہ اور جزءِ ثانی کی نقیض دائمہ ہوگی اور اصل قضیہ کی نقیض دونوں جزؤں کی نقیضوں کے مابین مفہوم مردد ہوگی۔

[۹] کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورة۔ نقیض "اما لیس بعض الانسان متنفس بالدوا م واما بعض الانسان متنفس بالضرورة''؛ علت: اصل قضیہ وجودیہ لاضروریہ موجبہ کلیہ ہے، مرکب ہے مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ اور ممکنہ عامہ سالبہ کلیہ سے۔ اول کی نقیض دائمہ اور ثانی کی نقیض ضروریہ ہوگی اور اصل قضیہ کی نقیض دونوں جزؤں کی نقیضوں کے مابین مفہوم مردد ہوگی۔

[۱۰] لا شیء من الانسان بمتنفس بالفعل لا دائما۔ نقیض "اما بعض الانسان متنفس دائما واما بعض الانسان لیس بمتنفس دائماً''؛ علت: اصل قضیہ وجودیہ لا دائمہ ہے، مرکب ہے دو مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ اور موجبہ کلیہ سے۔ لہٰذا دونوں کی نقیض دو دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ ہوگی اور اصل قضیہ کی نقیض دونوں جزؤں کی نقیضوں کے مابین مفہوم مردد ہوگی۔

س(٥) مثل لما یاتی مع ذکر النقیض۔

ج۔۔۔ [۱] سالبہ کلیہ: ''لا شیء من الشجر بحجر''، نقیض، موجبہ جزئیہ ہوگی: ''بعض الشجر حجر''۔

[۲] موجبہ کلیہ: ''کل مومن تقی''، نقیض، سالبہ جزئیہ ہوگی: ''بعض مومن لیس بتقی''۔

[۳] موجبہ جزئیہ: ''بعض الانسان حیوان''، نقیض، سالبہ کلیہ ہوگی: ''لا شیء من الانسان بحیوان''۔

[۱۲/۵]

س(۱) عرف العکس المستوی واشرح التعریف شرحا وافیاً۔

ج۔۔۔عکس مستوی: صدق وکیف کی بقا کے ساتھ قضیہ کے طرفین کوتبدیل کر دینا ہے۔

شرح:۔ عکس :لغۃً ''تبدیل وقلب'' کو کہتے ہیں اور مناطقہ کے نزدیک ''صدق وکیف کی بقا کے ساتھ کسی بھی قضیہ کے طرفین کوتبدیل کرنا ہے''۔''طرفین کو تبدیل کرنے'' کا مطلب حملیہ میں موضوع اور شرطیہ میں مقدم کومحمول اور تالی اور محمول اور تالی کوموضوع اور مقدم بنا دینا ہے۔جیسے:''کل انسان حیوان'' کے عکس میں ''بعض الحیوان انسان '' اور''کلما کانت النار موجودۃ کانت الحرارۃ موجودۃ '' کے عکس میں ''قد یکون اذا کانت الحرارۃ موجودۃ کانت النار موجودۃ'' کہنا۔

تعریف میں ''بقاء صدق'' کی قید سے مراد یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ صادق ہوتو لازمی طور پر عکس بھی صادق رہے؛ کیوں کہ عکس اصلِ قضیہ کالازم ہوتا ہے اور ملزوم کے صدق سے لازم کا بھی صادق آنا لازم آتا ہے، ورنہ تو عکس کا معنیٰ ہی فوت ہوجائے گا۔ہاں اگر اصل قضیہ کاذب ہوتو عکس میں اصل کے کذب کی بقا کا اعتبار نہیں ہے؛ کیوں کہ ملزوم کے کذب سے لازم کا کذب لازم نہیں آتا۔لہذا عکس کاذب بھی ہوسکتا ہے اور صادق بھی۔مثلاً:''کل حیوان انسان '' کاذب ہے اوراس عکس صادق ہے اور وہ''بعض الانسان حیوان '' ہے اور''کل انسان حجر '' کاذب ہے اوراس کا عکس بھی کاذب ہے اوروہ''بعض الحجر انسان'' ہے۔

''بقاء کیف'' سے مراد یہ ہے کہ اصل قضیہ اگر موجبہ ہوتو عکس بھی موجبہ رہیا اور جب سالبہ ہوتو عکس بھی سالبہ ہو۔۔۔۔

محترزات:۔تعریف میں ''قضیہ کے طرفین کوتبدیل کرنا'' سے غیر قضیہ [مثلاً مرکب اضافی] کے طرفین کوتبدیل کرنے سے احتراز ہے۔جیسے:''قلم زید'' کو بدل کر''زید قلم'' کر دیا جائے،تو اس کوعکس نہیں کہا جائے گا۔''صدق کی بقا'' کی قید سے عدم بقاے صدق کے ساتھ طرفین کوتبدیل کرنے سے احتراز ہے۔مثلاً:''کل انسان حیوان '' کے عکس میں ''کل حیوان انسان'' کہنا۔''بقاے کیف'' کی قید سے عدم بقاے کیف کے ساتھ طرفین کوتبدیل کرنے سے احتراز ہے۔مثلاً:''بعض الانسان حیوان '' کے عکس میں''بعض الحیوان لیس بانسان '' کہنا۔لہذا اسے اصطلاح منطق میں عدم بقاے کیف کی وجہ سے عکس نہیں کہا جاسکتا ہے۔

وجہ تسمیہ: اس عکس کا نام''عکس مستوی'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ ایک واضح طریقہ اور ضابطہ ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے، بر خلاف ''عکس نقیض'' کے؛ کہ وہ غیر واضح ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ''عکس'' کا اطلاق جس طرح ''تبدیل کرنے'' پر ہوتا ہے ایسا ہی مجازاً اس قضیہ پر بھی ہوتا ہے جو تبدیل کے بعد حاصل ہو۔لہذ التعریف کے علاوہ عکس کالفظ جہاں بھی بولا جائے گا، یہی دوسرا معنیٰ مراد ہوگا۔

س(۲) بین ما ینعکس من القضایا الحملیۃ وما لا ینعکس مع بیان السبب۔

ج۔۔۔☆ حملیہ موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کاعکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔جیسے:'' کل انسان حیوان '' موجبہ کلیہ ہے،اس کا عکس ''بعض الحیوان انسان '' موجبہ جزئیہ ہوگا۔اور''بعض الطلاب مجتھدون '' موجبہ جزئیہ ہے،اس کا بھی عکس موجبہ جزئیہ ''بعض المجتھدین طلاب'' ہوگا۔

سبب:۔حملیہ موجبہ چاہے کلیہ ہو یا جزئیہ،اس کا عکس موجب جزئیہ ہی اس وجہ سے آتا ہے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ اصل قضیہ کا محمول موضوع سے عام ہو، جیسے مذکورہ دونوں مثالوں [کل انسان حیوان اور بعض الطلاب مجتھدون] میں ہے۔پس اگر کلیہ عکس آئے اور عکس میں مثلاً یوں کہا جائے:''کل حیوان انسان ''تو عام کے جمیع افراد پر خاص کا محمول ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔لہذا جب ایک دو مادہ میں موجبہ کا کلیہ کی طرف عدم انعکاس ثابت ہوگیا،تو مطلقاً کلیہ کی طرف موجبہ کے عدم انعکاس کوثابت مانا جائے گا؛ کیوں کہ منطق کے قوانین کلیہ ہوتے ہیں۔لہذا حملیہ موجبہ چاہے کلیہ ہو یا جزئیہ،اس کا عکس موجب جزئیہ ہی آئے گا۔

☆ سالبہ کلیہ کاعکس سالبہ کلیہ آتا ہے۔جیسے:''لا شیء من الانسان بحجر'' سالبہ کلیہ ہے،اس کا عکس''لا شیء من الحجر بانسان'' سالبہ

کلیہ ہی ہوگا۔ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی اس وجہ سے آتا ہے؛ کیوں کہ اگر سالبہ کلیہ نہ آئے تو ''سلب الشیء عن نفسہ '' لازم آئے گا، جو محال ہے۔ ''سلب الشیء عن نفسہ '' کیسے لازم آئے گا؟ اس کا بیان یہ ہے کہ جب اصل قضیہ حملیہ ''لا شیء من الانسان بحجر '' صادق ہے تو ضروری ہے کہ اس کے عکس میں '' لا شیء من الحجر بانسان '' صادق آئے، ورنہ پھر اس کی نقیض ''بعض الحجر انسان '' ضرور صادق آئے گی۔ [کیوں کہ نقیضین میں سے ایک کا صادق آنا ضروری ہے] پس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملائیں اور نقیض کا موجبہ ہونے کی وجہ سے اسے قیاس کی شکل اول کا صغری اور اصل قضیہ کو کبری بنائیں۔ تو شکل کی صورت یوں ہوگی: ''بعض الحجر انسان ولا شیء من الانسان بحجر ، نتیجہ: بعض الحجر لیس بحجر '' ہوگا اور یہ ''سلب الشیء عن نفسہ '' ہے۔ یہ محال ہے اور محال عکس کی نقیض سے پیدا ہو رہا ہے؛ کیوں کہ اصل قضیہ جو کبری ہے وہ صادق ہے ۔ لہذا عکس کی نقیض باطل ہوگی اور اصل قضیہ کا عکس صادق اور حق ہوگا۔

☆ سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا، نہ سالبہ کلیہ نہ جزئیہ؛ کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ سالبہ جزئیہ موضوع عام ہو۔ جیسے: ''بعض الحیوان لیس بانسان '' پس اگر اس کا عکس سالبہ کلیہ یا جزئیہ مثلاً: ''لا شیء من الانسان بحیوان یا بعض الانسان حیوان '' آئے، تو عام کا خاص سے انتفا لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔

س(۳) بین وجه عدم انعكاس الممكنتين۔

ج۔۔۔ ممکنہ عامہ اور ممکنہ خاصہ کا عکس نہیں آتا، لیکن ان کے عکوس نہ آنا شیخ کے مذہب کے اعتبار سے ہے۔ شیخ کے نزدیک ان کا عکس اس وجہ سے نہیں آتا؛ کیوں کہ شیخ ذات موضوع کے لیے وصف موضوع کے بالفعل ثبوت کو شرط مانتے ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک ممکنتین کا عکس لازم نہیں ہوتا؛ کیوں کہ کبھی اصل صادق آتا ہے اور عکس صادق نہیں آتا۔۔۔ ہاں فارابی چوں کہ ذات موضوع کے لیے وصف موضوع کے بالفعل ثبوت کو شرط نہیں مانتے، بلکہ بالامکان ثبوت کافی جانتے ہیں؛ اس وجہ سے ان کے نزدیک ممکنتین کا عکس لازم ہوگا۔ دونوں کے درمیان فرق ایک مثال سے ظاہر ہوتا ہے، مثلاً: جب یہ فرض کیا جائے کہ ''زید کا مرکوب بالفعل فرس میں منحصر ہے اور اس نے پوری زندگی غیر فرس پر سواری نہیں کی'' تو یہ بات تو صادق آئے گی کہ: ''کل حمار مرکوب زید بالامکان''، لیکن اس کا عکس ''بعض مرکوب زید [بالفعل] حمار بالامکان'' صادق نہیں آئے گا۔ کیوں کہ زید کا مرکوب بالفعل تو فرس ہے نہ کہ کچھ اور، اور فرس بالامکان حمار نہیں ہوسکتا۔ لہذا عکس صادق نہیں آئے گا۔ ہاں فارابی کے نزدیک عکس بھی صادق آئے گا جس طرح سے اصل صادق ہے۔ عکس یہ بنے گا: ''بعض مرکوب زید [بالامکان] حمار بالامکان ''۔ اس عکس کے صادق و لازم ہونے میں کوئی استحالہ نہیں؛ اس وجہ سے کہ عکس میں ''بالامکان مرکوب زید کا حمار ہونا ممکن مانا گیا ہے اور ایسا ہو سکتا ہے'' اگرچہ بالفعل واقع نہیں ہے۔ لہذا عکس ''بعض مرکوب زید [بالامکان] حمار بالامکان '' صحیح ہوگا۔ مصنف رحمہ اللہ نے شیخ کے مذہب کو اختیار فرمایا ہے؛ کیوں کہ یہی عرف و لغت کے اعتبار سے متبادر ہے، اس وجہ سے ممکنتین کے عدم انعکاس کا قول کیا ہے۔

س(٤) بين عكس الدائمتين الموجبتين ، والوجوديتين الموجبتين ، والخاصتين السالبتين مع بيان وجه الانعكاس۔

ج۔۔۔ ۱۔ ضروریہ موجبہ اور دائمہ موجبہ کا عکس حینیہ مطلقہ آتا ہے۔ مثلاً: ''بالضرورة او بالدوام كل انسان حيوان '' یہ قضیہ ضروریہ یا دائمہ موجبہ ہے۔ اس کا عکس حینیہ مطلقہ ''بعض الحيوان انسان بالفعل حين هو حيوان '' ہوگا اور یہ بالکل اصل کی طرح صادق ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر یہ عکس صادق نہ ہو تو اس کی نقیض ''عرفیہ عامہ: لا شیء من الحيوان بانسان بالدوام مادام حيواناً '' ضرور صادق آئے گی۔ پس اصل کے ساتھ اس کو ملائیں گے۔ اس طرح کہ اصل کو موجبہ ہونے کی وجہ سے قیاس کی شکل اول کا صغری اور اس نقیض کو کبری بنائیں گے۔ شکل یہ ہوگی: ''بالضرورة او بالدوام كل انسان حيوان ولا شیء من الحيوان بانسان بالدوام مادام حيواناً '' نتیجہ ''لا شیء من الانسان بانسان بالدوام '' ہوگا۔ یہ ''سلب الشیء عن نفسہ'' ہے جو محال ہے۔ یہ محال عکس کی نقیض سے پیدا ہو رہا ہے؛ کیوں کہ اصل قضیہ جو صغریٰ ہے وہ صادق ہے۔ لہذا عکس کی نقیض باطل ہوگی؛ کیوں کہ وہ مستلزم محال ہے۔ اور اصل قضیہ کا عکس صادق اور حق ہوگا۔

۲۔ وجودیہ لاضروریہ اور لا دائمہ موجبہ کا عکس مطلقہ عامہ آتا ہے۔ مثلاً: ''كل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورة او بالدوام '' یہ قضیہ وجودیہ لا

ضروریہ یالا دائمہ ہے۔اس کا عکس مطلقہ عامہ''بعض المتنفس انسان بالفعل''ہوگا۔یہ عکس اصل قضیہ ہی کی طرح صادق ہے۔وجہ یہ ہے کہ اگر عکس
صادق نہ ہوتو اس کی نقیض''دائمہ:لا شیء من المتنفس بانسان بالدوام''ضرور صادق آئے گی۔پس اصل کے ساتھ اس کو ملائیں گے۔اس طرح کہ
اصل کو موجبہ ہونے کی وجہ سے قیاس کی شکل اول کا صغری اور اس نقیض کو کبری بنائیں گے۔شکل یہ ہوگی:''کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورۃ او
بالدوام ولا شیء من المتنفس بانسان بالدوام''نتیجہ:''لا شیء من النسان بانسان بالفعل''ہوگا۔یہ''سلب الشیء عن نفسہ''ہے جو محال ہے۔یہ
محال عکس کی نقیض سے پیدا ہو رہا ہے؛کیوں کہ اصل قضیہ جو صغریٰ ہے وہ صادق ہے۔لہذا عکس کی نقیض باطل ہوگی؛کیوں کہ وہ مستلزم محال ہے۔اور اصل
قضیہ کا عکس صادق اور حق ہوگا۔[یہاں ایک بات قابل غور ہے۔وہ یہ کہ''وجودیہ لاضروریہ اور لا دائمہ''کا جو عکس مطلقہ عامہ آتا ہے،وہ صرف جزٔ اول کے
اعتبار سے ہے۔جزٔ ثانی جو ممکنہ عامہ اور مطلقہ عامہ سالبہ ہے اس کا عکس نہیں آئے گا؛کیوں کہ''ممکنہ عامہ اور مطلقہ عامہ سالبہ''کا عکس ہی نہیں آتا۔]
۳۔مشروطہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ کا عکس''عرفیہ عامہ لا دائمہ فی البعض''آتا ہے[عرفیہ لا دائمہ فی البعض:وہ قضیہ ہے جو مرکب ہو عرفیہ عام کلیہ اور
مطلقہ عامہ جزئیہ سے۔عرفیہ عامہ تو جزٔ اول ہوتا ہے اور مطلقہ عامہ جزئیہ لا دوام فی البعض کا مفہوم بنتا ہے۔]مثلاً:''بالضرورۃ او بالدوام لا شیء من
المتکلم بساکن اللسان ما دام متکلماً لا دائماً،أی:کل متکلم ساکن اللسان بالفعل''یہ مشروطہ خاصہ سالبہ یا عرفیہ خاصہ سالبہ ہے۔ان کا عکس
''عرفیہ عامہ لا دائمہ فی البعض'':''بالدوام لا شیء من ساکن اللسان بمتکلم مادام ساکن اللسان لا دائماً فی البعض،أی:بعض ساکن
اللسان متکلم بالفعل''ہوگا۔یہ عکس اصل قضیہ ہی کی طرح صادق ہے۔**عکس کے جزٔ اول**''بالدوام لا شیء من ساکن اللسان بمتکلم مادام
ساکن اللسان''کے صدق کی وجہ یہ ہے کہ یہ''مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ سالبہ کو لازم ہے۔اور جو عام کا لازم ہوتا ہے وہ خاص کا بھی لازم ہوتا ہے۔جزٔ
ثانی:''لا دائماً فی البعض،أی:بعض ساکن اللسان متکلم بالفعل''کے صدق کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ صادق نہ ہوتو اس کی نقیض:''لا شیء من
ساکن اللسان بمتکلم بالدوام''ضرور صادق آئے گی۔پس نقیض کو اصل کے''لا دوام یعنی:کل متکلم ساکن اللسان بالفعل''کے ساتھ ملائیں گے
۔اس طرح کہ اصل کے لا دوام کو موجبہ ہونے کی وجہ سے قیاس کی شکل اول کا صغری اور اس نقیض کو کبری بنائیں گے۔شکل یہ ہوگی:''کل متکلم ساکن
اللسان بالفعل ولا شیء من ساکن اللسان بمتکلم بالدوام''نتیجہ''لا شیء من المتکلم بمتکلم بالفعل''ہوگا۔یہ''سلب الشیء عن
نفسہ''ہے جو محال ہے۔یہ محال عکس کے لا دوام فی البعض کی نقیض سے پیدا ہو رہا ہے؛کیوں کہ اصل قضیہ کا لا دوام جو صغریٰ ہے وہ صادق ہے۔لہذا لا دوام
فی البعض کی نقیض باطل ہوگی؛کیوں کہ وہ مستلزم محال ہے۔اور اصل قضیہ کے لا دوام کا عکس''لا دوام فی البعض''صادق اور حق ہوگا۔
یہاں یہ واضح رہے کہ مشروطہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ کا عکس''عرفیہ عامہ لا دائمہ فی الکل''نہیں آتا؛کیوں کہ دونوں سالبہ کلیہ میں''لا دوام''سے اشارہ''مطلقہ
عامہ موجبہ کلیہ''کی طرف ہے۔اور موجبہ کلیہ کا عکس جزئیہ آتا ہے کلیہ نہیں،اسی وجہ سے مذکورہ دونوں سالبہ کا عکس''عرفیہ عامہ لا دائمہ فیہ البعض''آتا ہے۔
س(۵)اشرح العبارة التالیة طبق ما قرأت فی الکتاب:''ولا عکس للبواقی بالنقض۔''
ج---''اور باقی قضایا[سالبہ]کا عکس نہیں آتا ہے؛نقض کی وجہ سے۔''یہ قضایا سالبہ نو ہیں جن کا عکس نہیں آتا۔چار بسائط ہیں:[۱]وقتیہ مطلقہ[۲]منتشرہ
مطلقہ[۳]مطلقہ عامہ[۴]اور ممکنہ عامہ۔اور پانچ مرکبات ہیں:[۱]وقتیہ[۲]منتشرہ[۳]وجودیہ لاضروریہ[۴]وجودیہ لا دائمہ[۵]اور ممکنہ خاصہ۔
ان قضایا کا عکس ان کے انعکاس پر وارد ہونے والے نقض کی وجہ سے نہیں آتا ہے۔وہ یہ کہ''وقتیہ''ان مذکورہ قضایا میں سب سے اخص ہے اور اسی کا
عکس نہیں آتا،لہذا مذکورہ قضایا کا بھی عکس نہیں آئے گا؛کیوں کہ جب اخص کا عکس نہیں آتا تو اعم کا بھی نہیں آئے گا۔[اب یہاں تین باتیں غور طلب
ہیں۔یہ تینوں ثابت ہو جائیں گی تو ین قضایا کا عکس نہ آنا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔](پہلی بات)تو یہ ہے کہ وقتیہ ان سب قضایا مذورہ میں اخص ہے تو یہ
بات بالکل ظاہر ہے۔رہی یہ بات کہ اسی کا عکس نہیں آتا تو اس لیے کہ مثلاً:''بالضرورۃ لا شیء من النفس بذائقة الموت فی الوقت المقرر لحیاتها
لا دائماً''قضیہ وقتیہ صادقہ ہے حالانکہ اس کا عکس''بعض ذائقةالموت لیست بنفس بالامکان العام''کاذب ہے؛کیوں کہ اس کی نقیض:''کل ذائقة

الموت نفس بالضرورۃ" صادق ہے۔[اب] رہی یہ [آخری] بات کہ جب اخص کا عکس نہیں آتا تو اعم کا بھی نہیں آئے گا؛ تو یہ اس لیے کہ اگر اعم کا عکس آ جائے، تو اخص کا بھی ضرور آئے گا؛ کیوں کہ عکس قضیہ کو لازم ہوتا ہے اور اعم کا لازم اخص کا لازم ہوتا ہے۔[تو جو عکس اعم کا لازم ہوگا وہ اخص کا بھی لازم ہوگا ،حلانکہ اخص کا عکس لازم نہیں ہے بلکہ سرے سے کاذب ہے۔لہذا اعم کا بھی عکس نہیں آئے گا۔]

"نقض" سے مراد کسی مادہ میں دلیل تخلف ہے، اس طرح کہ اصل کسی مادہ میں صادق آئے اور عکس صادق نہ آئے تو یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ عکس مثلاً اس اصل کو لازم نہیں ہے۔

[۱۳/٦]

س(۱) عرف عکس النقیض علی کل اصطلاح من المتقدمین والمتأخرین مع التمثیل۔

ج--- عکس نقیض: متقدمین کی اصطلاح میں قضیہ کے طرفین کی نقیضوں کو صدق و کیف کی بقا کے ساتھ تبدیل کر دینا ہے۔جیسے:"کل انسان حیوان"اس کا عکس نقیض "کل ما لیس بحیوان لیس بانسان" آئے گا۔

متأخرین کی اصطلاح میں، عکس نقیض: کیف کی مخالفت اور صدق کی بقا کے ساتھ قضیہ کے جزء ثانی کی نقیض کو اول اور عین اول کو ثانی بنا دینا ہے۔جیسے :"کل انسان حیوان"کا عکس نقیض متأخرین کے نزدیک اس طرح بنے گا:"لا شیء من اللا حیوان بانسان"۔[کیف کی مخالفت سے مراد یہ ہے کہ اصل اگر موجبہ ہو تو عکس نقیض سالبہ ہو جائے اور اگر سالب ہو تو موجبہ ہو جائے۔]

س(۲) بین حکم عکس النقیض فی القضایا ،وما الفرق بینه و بین حکم العکس المستوی فیها۔

ج--- قضایا موجبہ میں عکس نقیض کا وہی حکم ہے جو قضایا سالبہ میں عکس مستوی کا ہے: لہذا جس طرح سے سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ آتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا نہیں آتا، اسی طرح موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آئے گا اور موجبہ جزئیہ کا نہیں آئے گا۔اسی طرح موجہات موجبہ میں بسائط سے "وقتیہ مطلقہ، منتشرہ مطلقہ، مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ" اور مرکبات سے "وقتیہ، منتشرہ، وجودیہ لاضروریہ، وجودیہ لا دائمہ اور ممکنہ خاصہ" کا عکس نقیض نہیں آئے گا، جس طرح ان قضایا کا سوالب میں عکس مستوی نہیں آتا۔اور موجبات میں باقی کا عکس نقیض اسی طرح آئے گا جس طرح سوالب میں عکس مستوی آتا ہے۔

اور قضایا سوالب میں عکس نقیض کا وہی حکم ہے جو موجبات میں عکس مستوی کا ہے: تو جس طرح سے موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ، عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے، اسی طرح سالبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ، عکس نقیض سالبہ جزئیہ آئے گا۔اور جیسے موجبات میں "ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ، مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ" کا عکس مستوی "حینیہ مطلقہ" اور "مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ" کا "حینیہ لا دائمہ" اور "وقتیہ، منتشرہ، وجودیہ لاضروریہ، وجودیہ لا دائمہ اور مطلقہ عامہ" کا "مطلقہ عامہ" آتا ہے، اسی طرح سوالب میں مذکورہ قضایا موجہہ کا عکس نقیض آئے گا۔اور جیسے "ممکنتین" کا عکس مستوی نہیں آتا، ویسا ہی عکس نقیض بھی نہیں آئے گا۔

فـــرق: قضایا میں عکس مستوی اور عکس نقیض کے مابین فرق یہ کہ عکس نقیض کا حکم عکس مستوی کے حکم کے برعکس ہے: پس جو حکم عکس مستوی میں موجبات کو دیا جاتا ہے، وہی حکم عکس نقیض میں سوالب کو دیا جائے گا و بالعکس۔

س (۳) اشرح العبارة التالیة :"وقد بین انعکاس الخاصتین من الموجبة الجزئیة ههنا و من السالبة ال؛جزئیة ثمه الی العرفیة الخاصة بالافتراض۔"

ج--- مـصـنـف رحمہ اللہ کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ "مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ" کا عکس نقیض اور "مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ" کا عکس مستوی ضابطہ کے لحاظ سے تو نہیں آنا چاہیے، لیکن "مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ" کا عکس، عکس نقیض میں اور "مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ" کا عکس، عکس مستوی میں بیان کیا گیا ہے۔مگر ان دونوں کے انعکاس کی دلیل مصنف کی مذکورہ دلیل [خلف] نہیں ہے، بلکہ دلیل افتراض ہے۔اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ "ذات موضوع" کے لیے ایک شیئ معین فرض کیا جائے اور "وصف موضوع ومحمول" میں سے ہر ایک کا اس پر حمل کیا جائے، تا کہ "عکس" کے مفہوم کا صدق واضح ہو جائے۔

اولاً اس دلیل کا بیان ''مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ'' کے عکس مستوی سے شروع کرتے ہیں: اصلِ قضیہ مثلاً یوں ہوگا: "بالضرورۃ او بالدوام بعض المتکلم لیس بساکن اللسان ما دام متکلما لا دائماً، أی: بعض المتکلم ساکن اللسان بالفعل۔" یہ قضیہ مشروطہ خاصہ یا عرفیہ خاصہ ہے۔ اس کا عکس مستوی ''عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ'' ہوگا، وہ یہ ہے: "بالدوام بعض ساکن اللسان لیس بمتکلم ما دام ساکن اللسان لا دائماً، أی: بعض ساکن اللسان متکلم بالفعل۔" یہ عکس عین قضیہ کی طرح صادق ہے اور اس کا صادق ہونا ''دلیل افتراض'' کی وجہ سے ہے: وہ یہ کہ اصل قضیہ میں ''ذات موضوع''، یعنی ''بعض المتکلم''، مثلاً ''زید'' کو فرض کریں، تو ظاہر ہے ''زید، متکلم'' ہوا۔ اصل قضیہ کے لادوام کے حکم سے "زید ساکن اللسان" ہے؛ کیوں کہ ''لا دوام'' کا مفہوم یہ ہے کہ ''بعض متکلم ساکن اللسان'' ہے اور بعض سے ''زید'' فرض کیا ہے۔ لہذا "بعض ساکن اللسان متکلم بالفعل" صادق ہوگا۔ چوں کہ یہی ''عکس کے لادوام'' کا مفہوم ہے، لہذا عکس کا جزِ ثانی ثابت وصادق ہوا۔

رہا عکس کے جزِ اول کے ثبوت کا بیان: تو چوں کہ ذات موضوع ہم نے زید فرض کیا ہے، اس لیے: "بالدوام لیس زید متکلماً مادام ساکن اللسان" صادق ہوگا، ورنہ پھر زید کا ساکن اللسان ہونے کی صورت میں متکلم ہونا لازم آئے گا۔ تو متکلم ہونے کی صورت میں اس کا ساکن اللسان ہونا بھی لازم آئے گا، حالانکہ اصل قضیہ [صادقہ] کا حکم یہ ہے کہ ''متکلم [زید] متکلم ہونے کی صورت میں ساکن اللسان نہیں ہے''۔ یہ خلاف مفروض ہے، لہذا باطل ہوگا۔ تو "بالدوام لیس بعض ساکن اللسان [یعنی: زید] متکلماً مادام ساکن اللسان" صادق ہوگا۔ یہی عکس کا جزِ اول ہے۔ پس عکس اپنے دونوں جزؤں کے ساتھ ثابت وصادق ہوا۔

"مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ" کے عکس نقیض میں ''دلیل افتراض'' کا بیان بطریق سابق ہی ہے۔ اس طرح کہ مثلاً کہا جائے: "بالضرورۃ او بالدوام بعض المتکلم متحرك اللسان مادام متکلماً لا دائماً، ای: بعض المتکلم لیس بمتحرك اللسان بالفعل۔" یہ قضیہ ''مشروطہ خاصہ یا عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ'' ہے۔ اس عکس نقیض ''عرفیہ خاصہ'': "بالدوام بعض لا متحرك اللسان لا متکلم ما دام لا متحرك اللسان لا دائماً، أی: لیس بعض لا متحرك اللسان لا متکلماً بالفعل" ہوگا۔ یہ عکس عین قضیہ کی طرح صادق ہے اور اس کا صادق ہونا ''دلیل افتراض'' کی وجہ سے ہے: وہ یہ کہ اصل قضیہ میں ''ذات موضوع''، یعنی "بعض المتکلم" مثلاً ''زید'' کو فرض کریں، تو ظاہر ہے ''زید، متکلم'' ہے۔ اور اصل کے ''لادوام'' کا حکم یہ ہے کہ ''زید لا متحرک اللسان ہے''۔ لہذا "بعض لا متحرك اللسان متکلم بالفعل" صادق ہوگا اور یہی عکس کے ''لادوام'' کا ملزوم ہے؛ کیوں کہ نفی کی نفی اثبات کو لازم ہوتا ہے۔ پس عکس کا جزِ ثانی جو کہ عکس کے ''لادوام'' کا مفہوم ہے ثابت ہوا۔

رہا عکس جزِ اول کے ثبوت کا بیان: تو یہ ہے کہ ذات موضوع ''زید'' ہے، لہذا "بالدوام زید لا متکلم ما دام لا متحرك اللسان" صادق ہوگا، ورنہ ''زید'' کا ''لا متحرك اللسان'' ہونے کی صورت میں ''متکلم'' ہونا لازم آئے گا اور اس سے ''زید'' کا ''متکلم'' ہونے کی صورت میں ''لا متحرك اللسان'' ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ اصل کا حکم یہ ہے کہ ''متکلم [زید]، متکلم ہونے کی صورت میں متحرک اللسان ہے''۔ پس عکس کے جزِ اول کی نقیض خلاف مفروض لازم آنے کی وجہ سے باطل ہوگی، تو "بعض لا متحرك اللسان [زید] لا متکلم ما دام لا متحرك اللسان" صادق وثابت ہوگا۔ یہی عکس کا جزِ اول ہے۔ لہذا عکس اپنے دونوں جزؤں کے ساتھ ثابت ہوا۔

مصنف کی مذکورہ بالا عبارت پر ایک اعتراض ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ عکس مستوی کے بیان میں یہ صراحت ہے کہ ''سالبہ جزئیہ'' کا عکس نہیں آتا، حالانکہ مصنف خود مذکورہ عبارت سے ''خاصتین سالب جزئیہ'' کی صراحت کررہے ہیں۔ [اسی طرح عکس نقیض کے احکام کے بیان میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا، حالانکہ یہاں اس کی صراحت کررہے ہیں۔]

جواب یہ ہے کہ سالبہ جزئیہ کے عکس مستوی نہ آنے سے مصنف کی مراد یہ ہے کہ ''کم'' کے اعتبار سے اس کا عکس نہیں آتا۔ مذکورہ عبارت سے چوں کہ جہت کے اعتبار سے عکس ثابت کیا جارہا ہے؛ اس لیے کوئی تناقض وتضاد لازم نہیں آتا۔ اس توجیہ پر مصنف کا قول "واما بحسب الجهة" دلیل ہے۔

اس کا ایک یہ بھی جواب ہے کہ سالبہ جزئیہ کے عکس نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ کلی طور پر اس کا عکس لازم نہیں آتا اور یہ بات صرف ایک صورت میں عدم انعکاس سے متحقق ہو جاتی ہے، مطلقاً عدم انعکاس کی مقتضی نہیں۔ لہٰذا اگر کسی مادہ میں عکس لازم و متحقق ہو جارہا ہے تو اس سے ضابطہ میں کوئی فرق نہیں آتا ، کیوں کہ منطق کے قوانین کلیہ ہوتے ہیں۔

[١٤/٧]

س(١) عرف القیاس ،الشکل، والضرب، والاصغر ، والاکبر، والاوسط، والصغریٰ، والکبریٰ۔

ج--- قیــاس : وہ قول ہے جو چند ایسے صریح قضایا [دو] سے مرکب ہو کہ اس سے لذاتہ دوسرا قول لازم آئے۔ [قیاس استقرا کے اعتبار سے دو قضیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ قیاس حملی کے ہر ایک قضیہ کو مقدمہ کہتے ہیں۔]

شکل: اس ہیئت کو کہتے ہیں جو حد اوسط کے موضوع و محمول ہونے کے اعتبار سے اس کو اصغر و اکبر کے ساتھ ملانے سے حاصل ہوتی ہے۔

ضرب: صغریٰ و کبریٰ کے اقتران کو کہتے ہیں۔

اصغر: قیاس اقترانی حملی کے نتیجہ کے موضوع کو کہتے ہیں۔

اکبر: قیاس حملی کے نتیجہ کے محمول کو کہتے ہیں۔

اوسط: مقدمتین میں اصغر و اکبر کے مابین مکرر آنے والے کو کہتے ہیں۔

صغریٰ: [قیاس دو مقدموں پر مشتمل ہوتا ہے] جس مقدمہ میں اصغر ہو، اسے ''صغریٰ'' کہتے ہیں۔

کبریٰ: قیاس کے جس مقدمہ میں اکبر ہو، اسے ''کبریٰ'' کہتے ہیں۔

س(٢) عرف الاشکال الاربعہ مع ذکر شرائط الانتاج۔

ج--- [١] شکل اول : قیاس کی وہ صورت ہے جس میں حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو۔ [جیسے: کل مجتهد ناجح، و کل ناجح محبوب: فکل مجتهد محبوب۔]

شرائط انتاج: شکل اول کی صحت انتاج کے لیے تین شرطیں ہیں: [١] ایجاب صغریٰ، خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ؛ تا کہ اصغر حد اوسط کے تحت مندرج ہو حتیٰ کہ اوسط پر اکبر کا حکم اصغر کی طرف منتقل ہو سکے۔--[٢] فعلیت صغریٰ، لہٰذا صغریٰ کا ممکنہ ہونا جائز نہیں؛ کیوں کہ کبریٰ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس کے لیے اوسط بالفعل ثابت ہے وہ اکبر کا محکوم علیہ ہے۔ اور صغریٰ ممکنہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اوسط اصغر کے لیے بالامکان ثابت ہے، تو ممکن ہے کہ اوسط قوت سے فعل کی طرف نہ نکلے، لہٰذا حکم اصغر کی طرف منتقل نہ ہو پائے گا۔ [یہ شرط شیخ کے مذہب کے اعتبار سے ہے نہ کہ فارابی کے اعتبار سے۔]--[٣] کلیت کبریٰ، خواہ موجبہ ہو یا سالبہ؛ کیوں کہ اگر کبریٰ کلیہ نہ ہو اور جزئیہ ہو تو ممکن ہے کہ بعض اوسط جو کبریٰ میں محکوم علیہ ہے، اس میں اصغر کے افراد نہ ہوں۔ لہٰذا اس صورت میں اکبر کا حکم اصغر کی طرف متعدی نہ ہوگا اور نتیجہ صادق نہ ہو پائے گا۔

[٢] شکل ثانی: قیاس کی وہ صورت ہے جس میں حد اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں محمول ہو۔ [جیسے: کل انسان حیوان، ولا شیء من الحجر بحیوان: فلا شیء من الانسان بحجر۔]

شرائط انتاج: شکل ثانی کی صحت انتاج کے لیے بھی تین شرطیں ہیں: [١] بحسب الکیفیت ''کیف'' میں مقدمتین کا مختلف ہونا، اس طرح کہ ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ۔ [٢] بحسب الکمیت کبریٰ کا کلیہ ہونا۔ [٣] بحسب الجہت دو شرطیں ہیں، ان میں سے ہر ایک کی دو دو صورتیں ہیں۔ اول: یہ ہے کہ صغریٰ ضروریہ یا دائمہ ہو۔ یا کبریٰ ان قضایا سے ہو جن کے سوالب کا عکس آتا ہے۔ [وہ چھ ہیں: دائمتین، عامتین، اور خاصتین] دوم: یہ ہے کہ ممکنہ ضروریہ کے ساتھ مستعمل ہو، خواہ ضروریہ صغریٰ یا کبریٰ ہو۔ یا ممکنہ کبریٰ مشروطہ عامہ یا خاصہ کے ساتھ ہو۔ اس شرط کا حاصل یہ ہے کہ ممکنہ اگر صغریٰ ہو تو کبریٰ ضروریہ یا

شروط عامہ یا خاصہ ہو۔ اور اگر ممکنہ کبریٰ ہو تو صغریٰ لامحالہ ضروریہ ہو۔

[۲] شکل ثالث: قیاس کی وہ صورت ہے جس میں حداوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہو۔ [جیسے: کل انسان حیوان، و کل انسان ناطق: فبعض الحیوان ناطق۔]

شرائط انتاج: شکل ثالث کی صحت انتاج کے لیے بھی تین شرطیں ہیں: [۱] کیف کے اعتبار سے ایجاب صغریٰ۔ [۲] جہت کے اعتبار سے فعلیت صغریٰ۔ [۳] اور "کم" کے اعتبار سے کلیت احد المقدمتین۔

[٤] شکل رابع: قیاس کی وہ صورت ہے جس میں حداوسط شکل اول کے برعکس ہو۔ [یعنی صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو]۔ [جیسے: کل انسان حیوان، و کل ناطق انسان: فبعض الحیوان ناطق۔]

شرائط انتاج: شکل رابع کی صحت انتاج کے لیے کیفیت وکمیت کے اعتبار سے دو امروں میں سے ایک کی شرط ہے: [۱] صغریٰ کے کلیہ ہونے کے ساتھ مقدمتین موجبہ ہوں۔ [۲] یا کسی ایک کے کلیہ ہونے کے ساتھ مقدمتین کیف میں مختلف ہوں۔

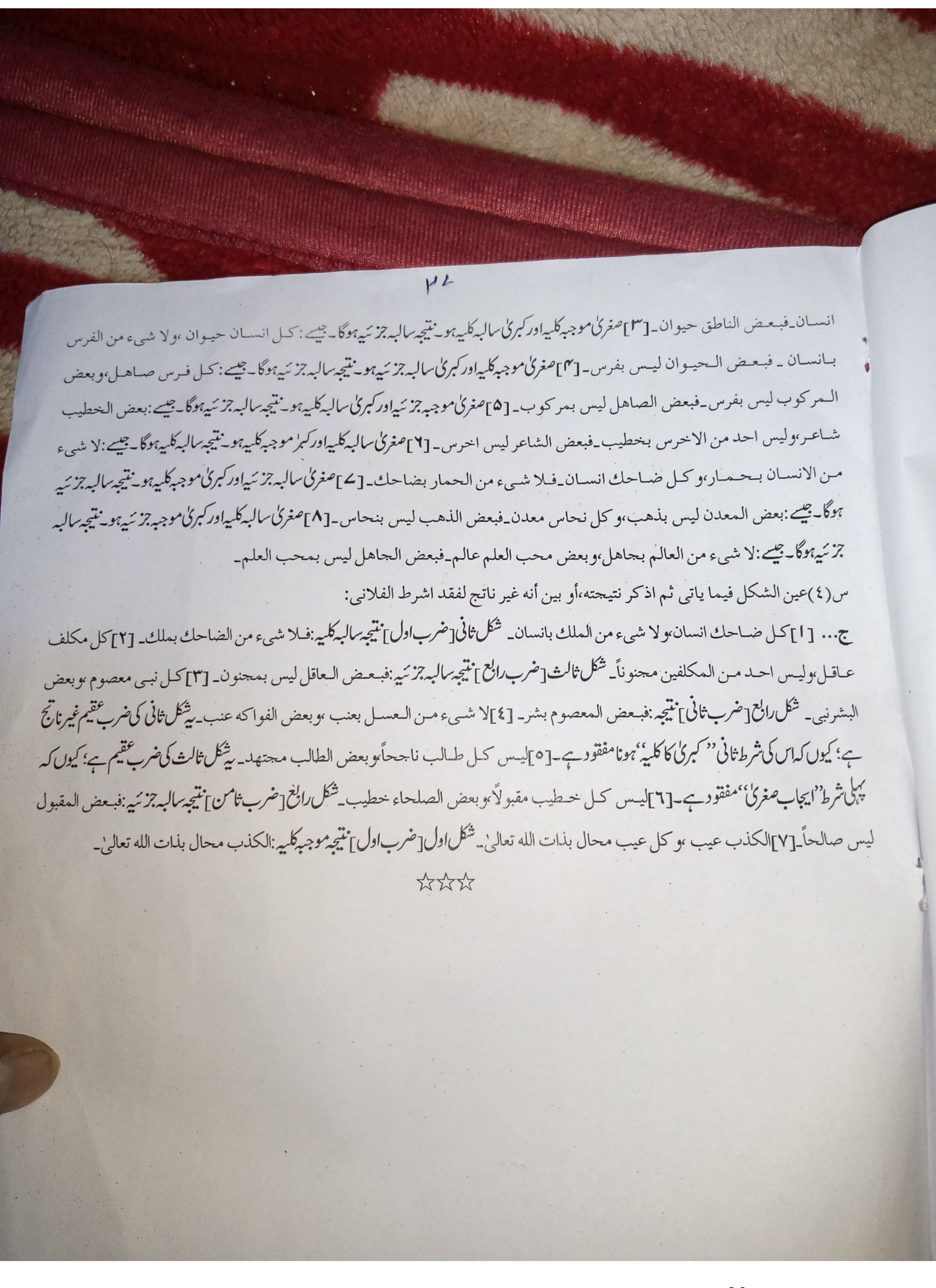
س (۳) بین ضروب الناتجة من کل شکل مع الامثلة۔

ج--- شکل اول کی ضروب ناتجہ چار ہیں: [۱] مقدمتین موجبہ کلیہ ہوں۔ نتیجہ موجبہ کلیہ ہوگا۔ جیسے: کل نبی معصوم، و کل معصوم ذو وجاهة عند الله۔ فکل نبی زو وجاهة عند الله۔ [۲] صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ کلیہ ہوگا۔ جیسے: کل ما عندکم نافد، ولا شیء من النافد بباق۔ فلا شیء مما عندکم بباق۔ [۳] صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: بعض الناس تقی، و کل تقی مقبول عندالله۔ فبعض الناس مقبول عند الله۔ [۴] صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: بعض الحاکم ظالم، ولاشیء من الظالم بعادل۔ فبعض الحاکم لیس بعادل۔

شکل ثانی کی ضروب ناتجہ بھی چار ہیں: [۱] صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ کلیہ ہوگا۔ جیسے: کل برتقال فاکهة، ولا شیء من الثلج بفاکهة۔ فلا شیء من البرتقال بثلج۔ [۲] صغریٰ سالبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ کلیہ ہوگا۔ جیسے: لا شیء من العسل بفاکهة، و کل برتقال فاکهة۔ فلا شیء من العسل ببرتقال۔ [۳] صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: بعض الفاکهة عنب، ولا شیء من التفاح بعنب۔ فبعض الفاکهة لیس بتفاح۔ [۴] صغریٰ سالبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: بعض الحیوان لیس بصاهل، و کل فرس صاهل۔ فبعض الحیوان لیس بفرس۔

شکل ثالث کی ضروب ناتجہ چھ ہیں: [۱] مقدمتین موجبہ کلیہ ہوں۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: کل فرس حیوان، و کل فرس صاهل۔ فبعض الحیوان صاهل۔ [۲] صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: بعض الحیوان فرس، و کل حیوان حساس۔ فبعض الفرس حساس۔ [۳] صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ جزئیہ ہو۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: کل انسان ناطق، وبعض الانسان عالم۔ فبعض الناطق عالم۔ [۴] صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: کل مؤمن مغفور، ولا شیء من المؤمن بکافر۔ فبعض المغفور لیس بکافر۔ [۵] صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: بعض المؤمن متورع، ولاشیء من المؤمن بمشرك۔ فبعض المتورع لیس بمشرك۔ [٦] صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو۔ نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: کل مجتهد محبوب، وبعض المجتهد لیس بخائب۔ فبعض المحبوب لیس بخائب۔

شکل رابع کی ضروب ناتجہ آٹھ ہیں: [۱] صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ بھی موجبہ کلیہ ہو۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: کل فرس حیوان، و کل صاهل فرس۔ فبعض الحیوان صاهل۔ [۲] صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے: کل انسان ناطق، وبعض الحیوان



انسان۔فبعض الناطق حیوان۔[۳]صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔جیسے:کل انسان حیوان ،ولا شیء من الفرس بانسان ۔ فبعض الحیوان لیس بفرس۔[۴]صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو۔نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔جیسے:کل فرس صاهل،وبعض المركوب ليس بفرس۔فبعض الصاهل ليس بمركوب۔[۵]صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔جیسے:بعض الخطيب شاعر،وليس احد من الاخرس بخطيب۔فبعض الشاعر ليس اخرس۔[٦]صغریٰ سالبہ کلیہ اور کبرا موجبہ کلیہ ہو۔نتیجہ سالبہ کلیہ ہوگا۔جیسے:لا شیء من الانسان بحمار،وكل ضاحك انسان۔فلا شیء من الحمار بضاحك۔[۷]صغریٰ سالبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔جیسے:بعض المعدن ليس بذهب،وكل نحاس معدن۔فبعض الذهب ليس بنحاس۔[۸]صغریٰ سالبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا۔جیسے:لا شیء من العالم بجاهل،وبعض محب العلم عالم۔فبعض الجاهل ليس بمحب العلم۔

س(٤)عين الشكل فيما ياتی ثم اذكر نتيجته،أو بين أنه غير ناتج لفقد اشرط الفلانی:

ج... [۱]كل ضاحك انسان،ولا شیء من الملك بانسان۔ شکل ثانی[ضرب اول]نتیجہ سالبہ کلیہ:فلا شیء من الضاحك بملك۔[۲]كل مكلف عاقل،وليس احد من المكلفين مجنوناً۔ شکل ثالث[ضرب رابع]نتیجہ سالبہ جزئیہ:فبعض العاقل ليس بمجنون۔[۳]كل نبی معصوم ،وبعض البشر نبی۔ شکل رابع[ضرب ثانی]نتیجہ:فبعض المعصوم بشر۔[٤]لا شیء من العسل بعنب ،وبعض الفواكه عنب۔یہ شکل ثانی کی ضرب عقیم غیر ناتج ہے؛ کیوں کہ اس کی شرط ثانی ’’کبریٰ کا کلیہ‘‘ ہونا مفقود ہے۔[٥]ليس كل طالب ناجحاً،وبعض الطالب مجتهد۔یہ شکل ثالث کی ضرب عقیم ہے؛ کیوں کہ پہلی شرط ’’ایجاب صغریٰ‘‘ مفقود ہے۔[٦]ليس كل خطيب مقبولاً،وبعض الصلحاء خطيب۔شکل رابع[ضرب ثامن]نتیجہ سالبہ جزئیہ:فبعض المقبول ليس صالحاً۔[۷]الكذب عيب ،وكل عيب محال بذات الله تعالیٰ۔ شکل اول[ضرب اول]نتیجہ موجبہ کلیہ:الكذب محال بذات الله تعالیٰ۔

☆☆☆